ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

32

www.tanzeem.org

28 شعبان تا 4 رمضان المبارک 1431ھ / 10 تا 16 اگست 2010ء

نظریۂ پاکستان سے انحراف کا نتیجہ: نفاق

تحریکِ پاکستان کے دوران ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ اے پروردگار! اگر تو ہمیں آزادی کی نعمت عطا کر دے تو ہم تیرے دین کا بول بالا کریں گے۔ ہمارے قائد نے دس برس تک اسلام کی قوالی گائی، اسلام کے راگ الاپے۔ لیکن ہم نے ان کے رخصت ہونے کے بعد اس وعدے سے انحراف کیا اور اس انحراف کا نتیجہ نفاق کی صورت میں نکلا ہے۔ اس نفاق کی تین صورتیں ہیں:

پہلا نفاق ''نفاقِ باہمی'' ہے۔ ہم ایک قوم ہوتے تھے لیکن اب تو قوموں میں تحلیل ہو چکے ہیں۔ اب تو عصبیتیں ہی عصبیتیں ہیں، صوبائی عصبیتیں ہیں، علاقائی عصبیتیں ہیں، لسانی عصبیتیں ہیں۔ پھر مذہبی اختلافات ہیں۔

دوسرا نفاق ''عملی نفاق'' ہے کہ ہمارے اخلاق کا دیوالیہ نکل گیا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں وارد حدیث نبویؐ ہے کہ ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بولے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔'' اب ان علامات کے حوالے سے اپنے معاشرے کا جائزہ لیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ جو جتنا بڑا ہے اتنا ہی جھوٹا ہے، جو جتنا بڑا ہے اتنا ہی وعدہ خلاف اور اتنا ہی بڑا خائن ہے۔ یہاں اربوں اور کھربوں کے غبن ہوئے ہیں، ہمارے اعلیٰ افسروں نے ڈاکو بن کر اس ملک کو لوٹا ہے۔

تیسرا اور سب سے بڑا نفاق ہمارے ہاں دستور کا نفاق ہے۔ کسی ملک میں اہم ترین دستاویز اس کا دستور ہوتا ہے۔ پاکستان کا دستور منافقت کا پلندا ہے۔ منافق وہی ہوتا ہے جو ظاہر میں مسلمان ہو اور باطن میں کافر، اور پاکستان کے دستور کا معاملہ بھی بالکل ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے قراردادِ مقاصد بھی کافی تھی، اگر اس میں ایک جملے کا اضافہ کر دیا جاتا کہ یہ بقیہ تمام دستور پر حاوی ہوگی۔ جسٹس نسیم حسن شاہ نے اس قراردادِ مقاصد کو رد کر دیا کہ اس آرٹیکل کا دوسرے آرٹیکلز کے اوپر کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور بات ختم ہو گئی۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

طلسم دیں گے بُت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

مخلوط معاشرت کا سدباب

یوم آزادی کا تقاضا: خود احتسابی

آبادی میں رو بہ زوال کی، قوم فنا ہو جائے گی

روزہ اور تہذیبِ نفس

جن اور امریکہ

جنگ برانصاف یا جارحانہ جنگ؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: سچے عاشق قرآن

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الہدیٰ (429)

سورۃ التوبہ

(آیت:24)

ڈاکٹر اسرار احمد

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾

’’کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔‘‘

یہ بہت اہم آیت ہے جو ایمان کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ اِس معیار پر ہر شخص اپنے باطن میں ایک ترازو نصب کرے۔ کسی اور کو نہ ناپے تو لے بلکہ اپنے آپ کو تولے۔ انسان اپنے نفس سے خوب واقف ہے۔ سورۃ القیامہ میں فرمایا: ﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾﴾ ایک پلڑے میں یہ آٹھ محبتیں رکھ دو، یعنی باپوں کی، بیٹوں کی، بھائیوں کی بیویوں کی یا شوہروں کی یا اس کے بعد رشتہ داروں کی اور مال کی تین شکلوں کی یعنی جمع کیا ہوا مال، محنت سے جمائی ہوئی تجارت جس کے مندہ پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے اور وہ گھر، محل اور کوٹھیاں جن کو سجایا ہے۔ اور دوسرے پلڑے میں اللہ، رسول اور جہاد کی محبت رکھو۔ اگر ان آٹھ چیزوں کی محبت تمہارے دل میں اللہ، اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کی محبت سے زیادہ ہو تو جاؤ، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے اور اللہ ایسے فاسقوں، نابحاروں اور سرکشوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یاد رکھئے، اللہ کی محبت کا دعویٰ تو کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ کہا جا سکتا ہے میرے دل میں رسولؐ کی بہت محبت ہے، مجھے آپؐ سے بہت عشق ہے، مگر تیسری محبت یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کی تمنا تو صاف طور پر جانچی جا سکتی ہے۔ اس میں صرف دعویٰ کام نہیں دیتا بلکہ عمل سے اس کا اظہار ہوگا۔ یہی میزان ہے، جس کے ذریعے ہر شخص اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے، اس کا وقت، اس کی قوت، اس کا مال، اس کی صلاحیتیں کہاں صرف ہو رہی ہیں۔ اسی کو علامہ اقبال نے ایک شعر میں جمع کر دیا ہے ؎

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند　　　بتانِ وہم و گماں! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

مال و دولت کی تمام شکلیں صرف ہمارے اپنے وہم کے بت ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ لا الٰہ الا اللہ کی شمشیر کے ساتھ ان کو توڑنا ہوگا۔ اگرچہ بیوی کے بھی حقوق ہیں، اولاد کے بھی حقوق ہیں، اپنی ذات کے بھی حقوق ہیں لیکن وہ سارے حقوق اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اللہ کی راہ میں جہاد کی محبت کے تابع رہنے چاہئیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

فرمان نبوی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

شکایت کرنے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَلِّغُنِيْ أَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِي عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ)) (رواہ ابو داؤد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’کوئی شخص میرے پاس دوسرے صحابی کی طرف سے (بطور شکایت) کوئی بات نہ پہنچائے، اس لیے کہ میں چاہتا ہوں (میں) تم لوگوں کے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔‘‘

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طعنہ دیں گے بُت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

پاکستان کو مملکت خداداد کہا جاتا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل درست کہا جاتا ہے، اس لیے کہ دوسرے ممالک کی طرح اس کا کوئی تاریخی پس منظر نہیں ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے اس کی ہیئت یوں ہے کہ ایک بڑے ملک کے دو اطراف سے ٹکڑے کاٹ کر ایک ملک بنا دیا گیا۔ اِس کے باسیوں کی معاشرت اور بود و باش میں بُعد المشرقین ہے۔ اِس ملک میں سفر کریں، ہر پچاس سو کلومیٹر کے بعد زبان بدل جاتی ہے یعنی کوئی لسانی بنیاد نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اِن سب لوگوں کا مل جل کر ایک قوم بن جانے کا کوئی جواز سمجھ میں نہیں آتا۔

مختلف معاشرت، مختلف تہذیب کے حامل اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ ایک قوم کی صورت اس لیے اختیار کر گئے کہ اُن کا مذہب ایک تھا۔ وہ دین اسلام سے تعلق رکھتے تھے اور مسلمان کہلاتے تھے۔ اس حقیقت سے انکار کرنے والوں پر ترس آتا ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام پاکستان کی بنیاد پر نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا فراموش کو جو سب سے بڑی سزا ملتی ہے وہ خود فراموشی ہے۔ یہ بھی مان لیتے ہیں کہ ''پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ'' کا نعرہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نہیں لگایا گیا تھا بلکہ چند چھوکروں نے یہ ''گستاخی'' کی تھی۔ لیکن ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' کا نعرہ مسلم لیگ کا آفیشل نعرہ تھا یا نہیں؟ ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی اِس تاریخی حقیقت سے انکار کر سکتا ہے۔ اگر مذہب بنیاد نہیں تھا تو یہ پکار صرف مسلمان کو کیوں لگائی گئی۔ بہر حال ہم اس پر زیادہ بحث نہیں کرتے، کیونکہ سوئے ہوئے کو تو جگایا جا سکتا ہے لیکن جاگے ہوئے کو کون جگائے۔ وہم کا علاج تو شاید سقراط اور بقراط کے پاس ہو، میں نہ مانوں کا علاج تو کسی کے پاس نہیں ہوتا۔ البتہ ایک پنجابی محاورہ ہے ''ڈنڈا پیر بگڑے تگڑیاں دا'' (بگڑے ہوئے لوگوں کا علاج صرف قوت کے استعمال سے ہو سکتا ہے۔)

بات اور طرف نکل گئی، ہم کہنا یہ چاہتے تھے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے، اور اِس سے انکار روزِ روشن میں سورج کے وجود سے انکار کے مترادف ہے۔ حیرت ہے اور حد درجہ حیرت ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والی یہ مملکتِ خداداد آج دنیا کے سامنے یوں پڑی ہے جیسے جنگل میں کسی خونخوار درندے کے سامنے بکری کا بچہ ہو۔ لاغر اور کمزور ہونے کی وجہ سے جس کی ٹانگیں کانپ رہی ہوں، جو منمنا کر دوسروں سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہو، جو خود اپنے رزق کا بندوبست نہ کر سکتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم پاکستانی مسلمانوں کے لیے عزت، احترام، حمیت اور غیرت بے معنی الفاظ بن چکے ہیں۔ ہماری حالت غریب کی جورو سے بدتر ہے۔ ہم عالمی گداگر بن کر در در دستک دے رہے ہیں۔ کوئی چند ٹکرے ہمارے کشکول میں ڈال دیتا ہے اور کوئی بُری طرح ٹھکرا دیتا ہے۔ برطانیہ کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے جس طرح ہمارے ازلی دشمن کے کندھے سے کندھا ملا کر جن الفاظ میں ہمیں رگیدا ہے اور جو صلوٰتیں ہمیں سنائی ہیں، ہم پھر بھی بے مزہ نہیں ہوئے اور بھاگے بھاگے اُس کے در پر جا پہنچے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اس واقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے شیطان ہم پر بُری طرح حملہ آور ہوا ہے کہ اب تو اِس قوم کے مستقبل سے مایوس ہو جاؤ، اب تمہارے پاس بچا کیا ہے۔ اُدھر حکمران ہماری عزت کا یوں دھیلا کروا رہے ہیں، اِدھر آسمان ہم پر قہر بن کر برس رہا ہے۔ چند دن پہلے جو ہم پانی پانی کرتے ہوئے ایک دوسرے کے گریبان پکڑ رہے تھے، آج اسی پانی میں ڈوبے جا رہے

تا خلافت کی بِنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 32

28 شعبان تا 4 رمضان المبارک 1431ھ

10 تا 16 اگست 2010ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

ایوب بیگ مرزا

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000

فون: 36366638-36316638 فیکس: 36271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 450 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا ------------------ (2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہیں۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ ڈوب پھر غریب ہی رہا ہے۔ جانور مر رہے ہیں، فصلیں تباہ ہو رہی ہیں، مکان مکینوں کے سروں پر گر رہے ہیں۔ کراچی تک ابھی پانی نہیں پہنچا تو وہاں ٹارگٹ کلنگ کا ''مشغلہ'' جاری ہے۔ ایک ایک دن میں چالیس چالیس اور پچاس پچاس کا سکور ہو رہا ہے۔ نہ مرنے والا جانتا ہے، اُسے کیوں مارا جا رہا ہے، نہ مارنے والا جانتا ہے کہ وہ کس کو کیوں مار رہا ہے۔ خونِ مسلم بہہ رہا ہے۔ مارکیٹیں اور بازار قبرستان کی طرح سنسان اور خاموش ہیں۔ اور تو اور ہم دشمنانِ اسلام کے اتحادی بن کر اپنے مسلمان بھائیوں اور ہم وطنوں پر بم گراتے ہیں اور بستیوں کی بستیاں تہس نہس کر کے اتحادیوں سے ڈالر وصول کرتے ہیں۔ یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے! ہم نے خودکشی کو اپنا ہدف اور اپنی منزل کیوں بنالیا ہے۔

یہ کوئی نہ بوجھے جانے والی پہیلی نہیں ہے۔ ہم جانتے اور مانتے ہیں کہ یہ ہمارے کرتوتوں کا نتیجہ ہیں۔ یہ ظلم ہم خود کما رہے ہیں۔ ہم کلمہ گو مسلمان ہو کر اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو رد کر رہے ہیں۔ یقیناً مسلمانانِ پاکستان کے مسائل اور مصائب کا حل انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کی طرف رجوع کرنے میں اور اسلام کے عادلانہ نظا کے نفاذ میں ہے۔ ہم اِن سطور میں بار بار عوام اور حکمرانوں کو اس طرف توجہ دلا چکے ہیں اور دلاتے رہیں گے، لیکن آج مملکت خداداد پاکستان کے حالات پر نگاہ ڈالتے ہوئے ہم اضطراب اور دل گرفتگی کی کیفیت میں اللہ رب العزت سے استدعا کرتے ہیں کہ خدایا، تو ہم پر رحم فرما۔ تمام انسانوں کے دل تیری انگلیوں کے درمیان ہیں، تو ہمیں ہدایت عطا فرمادے، ہمیں اپنے دین سے مخلص کر دے، ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہر گاہ اور ہر دم تیرے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کریں، ہم نماز اور روزہ کی روح کو سمجھ سکیں، ہم جرأت اور بہادری میں اپنے اسلاف کی پیروی کر سکیں۔ اے اللہ! اب ہماری حالت اُس مریض جیسی ہے جسے دوا سے زیادہ دعا کی ضرورت ہو۔ تو ہمارے سیئات کو حسنات میں بدل دے۔ اے اللہ! ہم سے معاملہ ہمارے اعمال کی بنیاد پر نہیں، اپنے رحیم و کریم ہونے کے حوالہ سے کر۔ اے اللہ! ہم جو کچھ بھی ہیں، تیرے محبوب نبی کی اُمت ہیں، تیرے آخری نبی کی آخری اُمت۔ اے زمین و آسمان کے رب! ہم مجبور اور بے بس ہیں اور تیرا معاملہ یہ ہے کہ تو کہتا ہے ''ہوجا'' اور وہ ''ہوجاتا ہے''۔ تو حی و قیوم ہے، تو ہمیں بھی روحانی طور پر زندہ کر دے اور ہمیں تھام لے کہ تو گرتوں کو تھام لینے والا ہے وگرنہ تیرے یہ دشمن تین خداؤں کو ماننے والے اور نبیوں کو قتل کرنے والے طعنہ دیں گے۔

حق پرستوں کی اگر کی تو دل جوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بیابہ مجلس اسرار

مخلوط معاشرت کا سدباب

نظام خلافت کا ایک نقطہ مخلوط معاشرت کا سدباب ہے۔ اسلام کے سماجی نظام میں عورتوں اور مردوں کا دائرہ کار علیحدہ اور جدا ہے۔ عورتوں کا جسمانی نظام بھی مردوں سے مختلف ہے اور نفسیاتی ساخت بھی جدا ہے، لہٰذا دونوں اصناف کی ذمہ داریاں جدا ہیں، حال کا معاملہ مردوں کے حوالے اور قوم کا مستقبل عورتوں کے حوالے ہے، کیونکہ نئی نسل کی پرورش اور تربیت ہی تو مستقبل ہے۔ عورت کے لیے حمل کا زمانہ، بچے کو دودھ پلانے کا عرصہ اور پھر اس کی نگہداشت، کیا یہ سب کچھ غیر اہم اور غیر پیداواری کام ہیں کہ اسے شمع محفل بنائے بغیر چارہ نہیں۔ اقبال نے کہا تھا ؎

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اے مسلمان خاتون! تو اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسا کردار اختیار کرلے تو تیری گود میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جیسے پھول کھلیں گے۔ چنانچہ ہمیں ایسی خواتین درکار ہیں، ایسی ماؤں کی ضرورت ہے، ایسی بہنوں کی ضرورت ہے، ایسی ہی بیویوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں ہرجائی خواتین کی کوئی ضرورت نہیں۔

نظامِ خلافت میں خواتین اور مردوں کے دائرہ ہائے کار علیحدہ علیحدہ ہوں گے، اس لیے کہ یہ آگ اور پانی کا میل ہے۔ ہمیں مخلوط معاشرت کا مکمل خاتمہ کرنا ہوگا۔ سکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک ہر جگہ تعلیمی ادارے الگ الگ ہوں۔ خواتین کے تعلیمی اداروں میں خواتین ہی پڑھنے والی ہوں اور خواتین ہی پڑھانے والی، اور دوسرا تمام عملہ بھی خواتین ہی پر مشتمل ہو۔ اسی طرح کا معاملہ ہسپتالوں کا بھی ہے۔ عورتوں کے ہسپتال میں خواتین ہی نرسیں ہوں، خواتین ہی ڈاکٹر ہوں اور خواتین ہی ملازم ہوں، جبکہ مردوں کے ہسپتال میں مرد ڈاکٹر اور مرد نرسیں (Male Nurses) ہوں۔ اسی طرح کا معاملہ صنعتی اداروں میں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اگر ارادہ ہو، ایمان ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی تعلیم پر یقین کامل ہو تو ہر شے ممکن ہے، ہر مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔

یوم آزادی کا تقاضا: خود احتسابی

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے "پاکستان" والو!

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے ایک خطاب سے ماخوذ تحریر

ہمارا یوم آزادی آیا چاہتا ہے۔ چند دن بعد شمسی کیلنڈر کے اعتبار سے ہم چونسٹھویں سال میں قدم رکھ چکے ہوں گے۔ یہ ایک قوم کے لیے بڑا عرصہ ہے۔ دنیا میں سنجیدہ اور باوقار قومیں اِس عرصے میں اپنے استحکام کی منزل طے کر لیتی اور اہداف و مقاصد حاصل کر لیتی ہیں۔ اِس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ تلخ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہم چھ دہائیاں گزر جانے کے باوجود اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

بلاشبہ آزادی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ محکومی اور غلامی ایک وبال ہے۔ یہ ایسی حالت ہے کہ اس میں انسان اعلیٰ خصائص اور اوصاف سے محروم ہو جاتا ہے۔ محکومی میں قوموں کا ضمیر سو جاتا ہے، افرادِ قوم میں جرأت و شجاعت ناپید ہو جاتے ہیں، اور ایسی خوشامدانہ ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے، جس کا حاصل حقیر ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ اقبال نے بہت خوب کہا ہے ۔

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

ایک اور مقام پر کہتے ہیں ۔

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک

افسوس کہ ہم نے آزادی کے مفہوم اور اُس کی قدر و قیمت کو نہ سمجھا۔ یوم آزادی کا تقاضا غل غپاڑہ، ہلڑ بازی، غیر سنجیدگی کے مظاہرے اور چند رسمی سیاسی بیانات نہیں، بلکہ اِس کا اصل تقاضا یہ ہے ہم نعمت آزادی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ اِس دن ہم شکرانے کے نوافل ادا کریں، اظہارِ تشکر کی محفلیں منعقد کریں۔ پھر یہ کہ اپنا احتساب کریں، اپنے روز و شب کا جائزہ لیں کہ آیا ہم نے قومی سطح پر اپنی ذمہ داریاں ادا کیں یا نہیں۔ اپنے طے شدہ اہداف اور بلند مقاصد کو حاصل کیا یا اُن سے پسپائی اختیار کی۔ ہم نے گزشتہ تریسٹھ سالوں میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ داخلی سطح پر کہاں کہاں اور کس کس سے کوتاہی ہوئی، یہ تجزیہ ٹھوس حقائق کی بنیاد پر ہو۔ غلط اعداد و شمار پیش کر کے قومی ترقی، خوشحالی اور بین الاقوامی سطح پر قوم کی حیثیت اور مقام کے ضمن میں جھوٹے دعوؤں سے اجتناب کریں کہ یہ دعوے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور خود فریبی کے سوا کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ہمیں اِس بات کا بھی پوری دل سوزی سے جائزہ لینا چاہیے کہ خارجی سطح پر اپنی پالیسیوں کی تشکیل میں ہم نے کس حد تک اپنے اساسی نظریے، قومی امنگوں اور ملک و ملت کے مفادات کو پیش نظر رکھا، نیز بحیثیت قوم آج دنیا کی نگاہ میں ہماری حیثیت اور مقام کیا ہے۔ اقبال کہتے ہیں ۔

صورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

ہماری قومیت کی اساس دین اسلام ہے۔ ہم نے ہندوؤں سے الگ قومیت کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا تھا۔ بانیانِ پاکستان نے بجا طور پر کہا تھا کہ ہمارا مذہب، ثقافت، سماجی اقدار، رہن سہن اور طرزِ معاشرت الغرض کوئی بھی چیز ہندوؤں سے نہیں ملتی، لہٰذا مسلمانوں کے لئے علیحدہ خطۂ زمین ہو، جہاں وہ اپنے دین کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ہم نے انفرادی سطح پر دین کو کتنا اختیار کیا اور اجتماعی سطح پر اِس کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کے قیام کے لئے آیا کوئی کوششیں کیں یا اِس کے مخالف سمت اپنا سفر جاری رکھا، اور نفاذ اسلام کا مطالبہ کرنے والوں کو نشانِ عبرت بنا دیا۔ اِس پر سوچ بچار بہت ضروری ہے۔

اگر ہمیں زندہ قوم بن کر جینا ہے، تو اِس کا اوّلین تقاضا خود احتسابی ہے۔ ہم مسلمانوں کی ایک تو بحیثیت امت ذمہ داری ہے، اور وہ ہے دنیا پر دین حق کی شہادت و گواہی، اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد۔ ہم دنیا میں اللہ کی نمائندہ امت ہیں۔ لہٰذا اللہ نے ہمیں جو مشن دیا ہے، اُس کو پورا کرنا ہمارے ذمے ہے۔ اِس حوالے سے بھی ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہے کہ آیا یہ ذمہ داری ہم ادا کر رہے ہیں یا اِس سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ اور دوسری ذمہ داری خاص طور پر مسلمانانِ پاکستان کی حیثیت سے ہے۔ ہمیں اِس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جس وعدے پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا، یعنی نفاذ اسلام، ہم اس میں کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں؟

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ قوم کی عظیم اکثریت بالخصوص نوجوان نسل اپنی تاریخ سے کما حقہ آگاہ نہیں۔ لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ ہم کن حالات میں آزاد ہوئے، اور اب ہمارا اصل ہدف کیا ہے۔ سورۃ الانفال میں اُن حالات کا ایک نقشہ دکھائی دیتا ہے، جن میں اللہ نے ہمیں یہ ملک عطا کیا۔ یہ آیت اگرچہ مہاجرین مکہ کے متعلق نازل ہوئی، تاہم تحریک پاکستان کے زمانے میں مسلمانانِ ہند کے احوال کی اِس آیت کے مضمون سے گہری مشابہت ہے۔

﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾﴾

"اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں، تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں، تاکہ (اس کا) شکر کرو۔"

ظاہر ہے، قیام پاکستان سے پہلے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے، وہ اپنے ہی وطن میں جہاں انہوں نے ہزار سال تک حکومت کی تھی، بے بسی اور کمزوری کا شکار تھے۔ ہندوؤں کی اکثریت تھی اور انہوں نے انگریزوں سے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا۔ مسلمانوں پر تعلیم، ملازمتوں اور ترقی کے دروازے بند تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کو اپنے وجود اور قومی تشخص کے مٹنے کا اندیشہ تھا۔ اسلام کا برصغیر سے نام و نشان مٹانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے لئے شدھی اور سنگٹھن جیسی انتہا پسند جنونی تحریکیں چل رہی تھیں۔ اِن پُرخطر حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات دلائی، اور پاکستان کی صورت میں ایک پناہ گاہ عطا فرمائی۔ پھر یہ بھی دیکھئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو ٹھکانہ دیا، جو خطۂ زمین عطا کیا، وہ ہر

لحاظ سے ایک بہترین خطہ ہے۔ اس میں ہر قسم کی جغرافیائی صورتحال موجود ہے۔ اس میں پہاڑ بھی ہیں اور میدان بھی، دریا بھی ہیں اور ندیاں نالے بھی ہیں، صحرا بھی ہیں اور نخلستان بھی۔ صوبہ پنجاب کا میدان دنیا کے بہترین زرعی علاقوں میں سے ہے۔ یہاں انواع واقسام کی سبزیاں، پھل اور اناج پیدا ہوتا ہے۔ پہاڑی علاقوں بالخصوص سرحد میں جنگلات ہیں۔ صوبہ بلوچستان معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ تھر کے علاقے کے حوالے سے تھر پول کا بھی بہت چرچا ہے۔ یہاں اعلیٰ معیار کے کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں......

اللہ نے ہمیں پاکستان کی صورت میں ٹھکانا ہی نہیں دیا بلکہ قیام پاکستان کے بعد قدم قدم پر ہماری مدد بھی کی۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں ہمیں فتح سے ہمکنار کیا۔ 71ء کی جنگ میں اگرچہ ہمارا ایک بازو ہماری نالائقیوں کے سبب ہم سے الگ ہوگیا (اور یہ اللہ اور اُس کے دین کے ساتھ بے وفائی کی سزا تھی) لیکن جو ملک باقی بچا وہ بھی اللہ کی خاص مدد سے بچ سکا۔ اور آج بھی اگر یہ ملک انڈیا یا کسی دوسری طاقت سے محفوظ ہے تو اس لیے کہ اللہ نے ہمیں ایٹمی صلاحیت عطا کی ہے، ورنہ انڈیا کب کا ہمیں ہڑپ کر چکا ہوتا۔ بہرحال اللہ نے ہمیں معجزانہ طور پر پاکستان عطا کیا، اور ہر ہر قدم پر ہماری نصرت فرمائی، اس لیے، تاکہ وہ دیکھے ہم نعمت پا کر اُس کا شکر کرتے ہیں یا کفران نعمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اللہ کے انعام و احسان کی قدر کرتے، اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے، اس کی رضا اور خوشنودی کے نصب العین کے لیے محنت کرتے، مگر ہم نے ایسا نہ کیا۔ انگریز کی غلامی سے آزاد ہو کر ہم نے اسلامی نظریے کے ساتھ جس کے لیے یہ ملک حاصل کیا تھا وفاداری کی بجائے غداری کی اور دنیا اور دولت پرستی کو اپنا شعار بنا لیا۔ اب عملاً ہمارا ایک ہی نصب العین ہے، زیادہ سے زیادہ دنیا کماؤ، ملک کو لوٹو، کھسوٹو اور اپنے خرچے بھرو۔ پاکستان میں اہل سیاست ہی کرپشن میں ملوث نہیں بلکہ یہ بیماری ہر خاص و عام کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ ہمارے ہاں اعلیٰ سرکاری ملازمت کا ایک ہی مطلب لیا جاتا ہے کہ اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنوں کو اور اپنے رشتہ داروں کو نوازنے کے موقع حاصل کیا جائے۔ ملک وقوم کا مفاد بھی کوئی شے ہے، ہماری لغت اس سے یکسر خالی ہے۔ ساری قوم ذاتی مفاد کے چکروں میں پڑی ہوئی ہے۔ ذاتی مفاد کے لیے ملک کے ٹکڑے کر کے کھا جائیں، کوئی حرج نہیں۔

شکر کا دوسرا اہم ترین تقاضا یہ تھا کہ اسلام سے متصادم وہ باطل نظام جو انگریز نے ہم پر مسلط کر رکھا تھا، آزادی کے بعد اس باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر دین حق کو قائم کرتے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ یہ ملک مسلمانوں کی جدوجہد سے آزاد ہوا ہے۔ اس میں قرآن وسنت کا نفاذ ہونا چاہیے تھا۔ قائداعظم نے یہی بات کہی تھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ جو ملک بنانے چلے ہیں، اس کا دستور کیا ہوگا، تو اُن کا جواب تھا کہ ہمارا دستور 14 سو سال پہلے ہمیں دے دیا گیا یعنی قرآن پاک۔ مگر افسوس کہ اِس دستور کو ہم اب تک نافذ نہ کر سکے، بلکہ انگریز جو دستور چھوڑ کر گیا تھا، اسے ہی مقدس گائے کی طرح سنبھال رکھا ہے۔

اس کی پوری حفاظت کی، اور غلبۂ اسلام کے ہر راستے میں رکاوٹ ڈالی اور ہر کوشش کو ناکام بنانے کی ناپاک سعی کی ہے۔

ہم نے شکر کی بجائے کفران نعمت کی جو روش اختیار کی، اِسی کا نتیجہ ہے کہ آج تکلیف دہ صورتحال سے دوچار ہیں، مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ زلزلے، باہمی کشت وخون، فقر وافلاس اور سیلابی ریلے قدرت کی طرف سے تازیانہ ہیں۔ ہمارے مسائل اور زبوں حالی پر وہ آیت پورے طور پر منطبق ہوتی ہے جو سورۃ النحل میں

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

ناگہانی اور حادثاتی اموات اور سیلاب کی تباہ کاریاں قدرت کی طرف سے تازیانہ ہیں

ناگہانی اور حادثاتی اموات اور سیلاب کی تباہ کاریاں قدرت کی طرف سے تازیانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانانِ پاکستان کا پہلا جرم یہ تھا کہ ہم اللہ سے کیے گئے اِس وعدہ سے منحرف ہوگئے کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے لیکن نائن الیون کے بعد ہم نے کفر کی قوتوں کے ساتھ مل کر اسلامی ریاست افغانستان کو تباہ وبرباد کیا، پھر مسلسل نو سال سے اپنے اسلام دشمن اتحادیوں سے مل کر مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ جب قومیں اس درجہ بگڑ جائیں تو میں اُن پر آسمان سے عذاب نازل کرتا ہوں، اُن کے پاؤں کے نیچے سے عذاب نازل کرتا ہوں اور اُنہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کی قوت کا مزا چکھاتا ہوں۔ پاکستان کے حالات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج پاکستان کے مسلمانوں کو اِن تینوں اقسام کے عذاب کا سامنا ہے۔ بارش جو اللہ کی رحمت ہے، وہ ہمارے لیے عذاب بن گئی ہے۔ سیلاب انسانوں اور جانوروں کو بہالے جا رہا ہے، ٹارگٹ کلنگ اور بم دھماکوں سے ہم ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے قوم اور حکمرانوں سے اپیل کی کہ ابھی وقت ہے کہ ہم اپنا رخ اللہ کی طرف پھیر دیں، اور انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلام کو بالفعل نافذ کر دیں۔ اِس سے اللہ ہمارے لیے راستے کھول دے گا ان شاء اللہ وگرنہ مکمل تباہی اب نوشتہ دیوار ہے۔ (پریس ریلیز: 31/ جولائی 2010ء)

قرآن جلانے کا دن منانا عالمی امن کو جلا کر راکھ کر دے گا

حرمت رسول ﷺ اور حرمت قرآن کے لیے جہاد ناگزیر ہے
مسلمان دین سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں

قرآن جلانے کا دن منانا عالمی امن کو جلا کر راکھ کر دے گا۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید امریکی پادری کے اس بیان پر تبصرہ کر رہے تھے کہ نائن الیون کی برسی اس مرتبہ قرآن جلانے کے دن کے طور پر منائی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ عالم کفر ملت واحدہ کی صورت میں دین اسلام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ دین سے دوری اور بے وفائی کی وجہ سے آج عالم اسلام اللہ کی مدد سے محروم ہے اور اقوام عالم کے لیے نوالہ تر بنا ہوا ہے۔ ہماری بے بسی اور لاچاری سے فائدہ اُٹھا کر ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنے کے لیے عالم کفر اس قسم کی گھٹیا حرکتوں کا ارتکاب کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان حکمران عیسائیوں اور یہودیوں کی قوت سے خوفزدہ ہیں اور انہیں خوشامد اور چاپلوسی سے خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود اسلام دشمن حرکات کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اگر مسلمانوں نے اللہ کے دین کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ نہ کیا تو وہ اسلام کا نام ونشان مٹانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ حرمت رسول ﷺ اور حرمت قرآن کے لیے جہاد ناگزیر ہے اور دشمن اُس وقت تک باز نہیں آئے گا جب تک اُسے یہ یقین نہ ہو جائے گا کہ ایسی حرکت کا اُسے منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ (پریس ریلیز: 2/ اگست 2010ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

آئی ہے۔اس آیت میں ہمیں آئینہ دکھایا گیا ہے۔فرمایا:

﴿وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾

''اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔ مگر اُن لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔''

اللہ نے ہمیں پاکستان عطا کیا۔ اُس نے ہمیں وہ ایٹمی صلاحیت عطا کی کہ کوئی بیرونی دشمن ہمارے ملک کو میلی نظر سے دیکھ نہیں سکتا۔ اندرونی طور پر بھی اطمینان ہے کہ ایک ہی دین، قرآن اور ایک ہی مذہب کے ماننے والے لوگوں کی اکثریت ہے۔ اللہ نے پاکستان کو ہر قسم کے وسائل سے مالا مال کیا۔ پاکستان میں ہر قسم کے میوے، پھل، اناج، غلہ، اور سبزیاں مختلف جغرافیائی حالات میں آپ کو میسر ہیں۔ کوئی چیز یہاں سے چلی آ رہی ہے، کوئی وہاں سے آ رہی ہے۔ کہیں سے خشک میوہ جات آ رہے ہیں، کہیں سے پھل آ رہے ہیں، کہیں سے گندم اور چاول آ رہے ہیں۔ لیکن اللہ کے اتنے بڑے فضل کے بعد ہم اہل پاکستان نے اللہ کے ان انعامات کی ناشکری کی۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ قدر شناسی کا تقاضا دین کو قائم کرنا اور ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دینا تھا۔ جیسا کہ ہم تحریک پاکستان کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ ہماری اقدار، روایات اور معاشرت ہندوؤں سے الگ ہے۔ لیکن وہ سب کچھ آج کہاں ہے؟ وہ اسلامی سماجی اقدار کہاں ہیں؟ آج ہم تہذیبی حوالے سے جس حال میں ہیں، اُس سے تو پاکستانی اور ہندوستانی معاشرے میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ بسنت کو ہم اُن سے بھی زیادہ اہتمام سے مناتے ہیں۔ بے حیائی اور فحاشی و عریانی میں ان سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ کیا یہ ہے اسلامی معاشرہ؟ کیا اِس طرز زندگی کے لیے ہم نے آگ اور خون کے دریا عبور کیے تھے؟

اللہ کے انعامات اور احسانات کی ناقدری کا نتیجہ کیا ہوا؟

﴿فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾

''اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک کا مزا چکھایا، اور خوف کا لباس اوڑھا دیا، بسبب اس کے جو وہ کرتے تھے۔''

آج اس ملک کے اندر یہ دونوں عذاب پورے طور پر عیاں ہیں جن کو قرآن نے نمایاں کیا، لباس الجوع والخوف۔ ٹھیک ہے، ہمارے معاشرے میں 20،15 فیصد لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جنہیں بھوک کا اندیشہ نہیں ہے، لیکن جو اَسی (80) فیصد آبادی ہے اُس کو دیکھیے، وہ کس حال میں ہے، دو وقت کی روٹی ان کے لیے کتنی مشکل ہو چکی ہے، مہنگائی کے سیلاب نے اُن کی راتوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ آئے روز خود کشیوں کے دلدوز واقعات سامنے آتے ہیں۔ اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس کے باوجود ہے کہ اللہ نے پاکستان کو سونا اُگلنے والی زمینیں عطا کیں مگر ہم اپنی نااہلی کی وجہ سے زراعت کو ترقی نہ دے سکے۔ ہمارے مقابلے میں انڈیا نے اپنی زمین کے ایک ایک انچ کو قابل کاشت بنایا ہے۔ کسانوں کو جدید زرعی آلات اور مراعات دی ہیں۔ اور یوں ایک بہترین زرعی نظام متعارف کرایا ہے۔ مگر ہمارے حکمران لوٹ کھسوٹ میں مشغول رہے، بھوک کے ساتھ ساتھ آج ہمیں توانائی اور بجلی کے بحران کا بھی سامنا ہے۔

دوسرا عذاب ہم پر خوف کی صورت میں مسلط ہے۔ یہ خوف کس درجے میں ہے، اس کا چند سال پہلے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت ہم پرائی آگ کے اندر کود کر اپنے ہی مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ ایک طرف فوجی آپریشنوں سے لوگ جاں بحق ہو رہے ہیں، ڈرون حملوں میں لوگ مارے جا رہے ہیں، اور دوسری جانب پاکستان کی اقتصادی شہ رگ کراچی بدترین ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ آئے روز لاشے اُٹھتے ہیں، مگر حکمران اقتداری مصلحتوں کی بنا پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ یہ کس قدر اندوہناک صورتحال ہے کہ مسلمان ہی ایک دوسرے کا گلہ کاٹ رہے ہیں۔ اس وقت نہ صرف فاٹا اور شمالی علاقہ جات میں بلکہ پورے ملک میں خوف اور دہشت کی فضا ہے۔ ممکنہ خودکش حملوں سے لوگ خوفزدہ ہیں۔ خوف کی یہ کیفیت ہماری اُن پالیسیوں کا ردعمل ہے جو ہم نے اختیار کی ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اسلام ہی کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ ہم نام نہاد دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں شیطانی طاقتوں کا ساتھ دے رہے ہیں، جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لڑی جا رہی ہے۔ ہم نے اپنے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا۔ یہاں تک کہ جذبۂ ایمانی سے سرشار اور قوم کی غیرتمند بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بھی ڈالروں کے لالچ میں امریکہ کے حوالے کرنے سے دریغ نہ کیا۔ یہ تو قومی طور پر بے غیرتی اور بے حمیتی کی ایک مثال ہے، ورنہ نہ جانے ہم نے کتنی بیٹیوں اور بیٹوں کو ڈالروں کی خاطر امریکی درندوں کے حوالے کیا ہے۔

حاصل کلام کیا ہے؟ میرے پیش نظر کوئی مرثیہ کہنا نہیں ہے، بلکہ اپنی قوم کو جگانا مقصود ہے۔ ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ حالات تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر ہم اصل منزل کی طرف پیش قدمی نہیں کریں گے تو حالات نہیں بدلیں گے۔ یہ بات اللہ کی سنت کے خلاف ہے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو درست نہیں کیا، بحیثیت مجموعی قوم نے اپنا قبلہ درست نہیں کیا تو چہروں کی تبدیلی سے کسی چیز کی توقع نہ رکھیے۔ اسی کا مظہر ہے کہ موجودہ عوامی حکومت امریکہ کی حمایت اور ان کی ڈکٹیشن کو نافذ کرنے میں سابقہ حکمرانوں سے بھی آگے جا چکی ہے۔ بہرحال بحیثیت قوم ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا اور اس نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی جس کا عنوان نظام خلافت ہے۔ یہ اصطلاح خود قائداعظم نے بھی استعمال کی تھی۔ جب یہ نظام قائم ہوگا، تو اللہ کی رحمتوں اور برکات کا نزول ہوگا اور بھوک اور خوف کی کیفیت جاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا:

﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۠ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾﴾

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے، کہ اُن کو ملک کا حاکم بنا دے گا، جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا، اور اُن کے دین کو جسے اس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔''

اسی طرح نفاذ شریعت کی بدولت آسمان سے بھی برکتیں نازل ہوں گی اور زمین بھی اپنے خزانے اگلے گی۔ سورۃ المائدہ میں فرمایا گیا:

﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ ؕ﴾ (آیت:66)

''اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئیں اُن کو قائم رکھتے تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔''

اگر ہم پوری ہمت کے ساتھ اس رخ پر سفر کا آغاز کر دیں تو ہمارے حالات بدل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

آبادی میں شرح افزائش کی رُوبہ زوال کمی سے

پوری قوم فنا ہو جائے گی!

انجینئر مختار حسین فاروقی

11 جولائی کو عالمی سطح پر 'آبادی کا دن' منایا گیا، اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کیے اور میڈیا نے بھی اس پر پروگرام پیش کیے۔ پاکستان کے سرکاری اشتہاروں میں شرح افزائش %1.86 فخریہ انداز میں پیش کی گئی ہے۔ دنیا کی آبادی کی شرح افزائش میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور کئی قدرتی عوامل زلزلے، سیلاب، متعدی امراض اور دیگر ناگہانی مصائب انسانی آبادی میں کمی کا موجب بنتے ہیں۔ ملکوں کے درمیان جنگیں اور ہوس ملک گیری بھی انسانیت کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ پھر فاطر فطرت نے کرۂ ارضی پر انسانی آبادی عورتوں/مردوں کا تناسب اور شرح افزائش کا ایک اپنا قدرتی نظام بھی بنا رکھا ہے جو جاری ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی اور بہبود آبادی کا محکمہ انسانی سطح پر آبادی کے بارے میں ہونے والی تبدیلیوں کو کنٹرول کرنے اور کچھ حدود کے اندر اندر رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ تاہم آج کی دنیا میں چونکہ مغربی تہذیب کی بالادستی ہے لہٰذا اس محکمہ کے بھی اُصول وضوابط مغربی اور لادینی سوچ کے عکاس ہیں۔ بعض اوقات انسانی جدوجہد فطرت سے ٹکرا جاتی ہے اور بعض اوقات اس جدوجہد میں مغربی اقوام کے خاص مذموم مقاصد بھی کارفرما نظر آتے ہیں۔

'دو بچے خوشحال گھرانہ' کا اشتہار بظاہر بڑا پُرکشش ہے اور اس کے پیچھے انسان کی بعض بڑی معصوم خواہشات بھی کارفرما ہیں، جیسے خوشحالی اور آسودہ حالی کی خواہش، ذمہ داریوں میں کمی اور ملکی اجتماعی سطح پر وسائل کا بھرپور استعمال اور اجتماعی ترقی۔ 'دو بچے خوشحال گھرانہ' کا مفہوم یہ ہے کہ ایک فیملی میں (شوہر۔ بیوی کے ہاں) دو بچے ہوں گے اور وہ بھی ایک بچی اور ایک بچہ جو بڑے ہو کر بچی بیاہی جائے گی اور بیٹا شادی کر کے بہو گھر لے آئے گا جس سے اس گھر میں 'آبادی' نہیں بڑھے گی۔ ماہرین آبادی نے غور وخوض کے بعد اور بچپن میں مختلف بیماریوں کی وجہ سے اموات کو مدنظر رکھتے ہوئے %2.2 کی شرح افزائش آئیڈیل قرار دے رکھی ہے۔ آبادی نہ بڑھنے سے جو فوائد مغربی ملکوں کے پیش نظر ہیں کہ سکول، کالج، سڑکیں، ہسپتال، مکان، بسیں، ریلوے غرض تمام انسانی بنیادی ضروریات انسانوں کو مسلسل فراہم ہوتی رہیں گی اور ملکی وسائل انسانی فلاح و بہبود پر ہی خرچ ہوتے رہیں گے۔ نہ نئے سکول کھولنے پڑیں گے، نہ کالج اور نہ نئے ہسپتال بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس لیے کہ آبادی میں اضافہ نہیں ہوگا۔

آبادی کی شرح افزائش کو ایک حد تک رکھنے کے عزم (%2.2) کی تکمیل کے لیے انسانی عادات واطوار، سوچ، انداز فکر اور رہن سہن کے انداز میں بھی تبدیلی لائی گئی اور شرح افزائش کو روکنے کے کئی مصنوعی طریقے بھی ایجاد کیے گئے اور بہت سے غیر اخلاقی معاملات کو سند جواز دے دی گئی۔ استقاط حمل (Abortion) ساری دنیا میں ایک مذموم فعل سمجھا جاتا ہے اور مذہب اس کی مذمت کرتا ہے، مگر مغرب نے اسے عورت کا حق قرار دے دیا۔ آبادی کو کم رکھنے کے لیے سیر وتفریح، سینما، فلمیں، ساحل سمندر کی سیریں اور بے حیائی کو فروغ دیا گیا، جس کے اثرات گزشتہ ایک صدی کی محنت کے بعد سب کے سامنے ہیں۔ اس جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ شرح آبادی کم ہونا شروع ہوگئی اور مغرب کا انسان اسی راہ پر چل نکلا۔ چند عشروں بعد معلوم ہوا کہ مغرب اور یورپی ممالک کی شرح افزائش کم ہو کر %2.2 سے بھی کہیں نیچے چلی گئی ہے۔ چنانچہ آج کل امریکہ %1.8، کینیڈا %1.7، جبکہ یورپی ممالک میں کئی ممالک کی شرح %1.1 تک گر چکی ہے۔ شرح افزائش %2.2 ہو تو 'دو بچے خوشحال گھرانہ' کا نعرہ ہے جبکہ شرح افزائش %1.1 ہو تو اس کا مطلب 20 عورتوں مردوں یعنی 10 خاندانوں میں 11 بچے پیدا ہوں گے۔ ایک نسل میں 20 افراد صرف 11 رہ گئے اور اگلی نسل میں 5 رہ جائیں گے اور 60 سال میں یہ معاشرہ فنا ہو جائے گا۔

ماہرین آبادی اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی آبادی میں شرح اضافہ روکنے کے مصنوعی طریقے جب فروغ پا جائیں اور شرح افزائش %1.3 تک آ جائے تو انسانی مزاجوں کو بدل کر دوبارہ شرح افزائش میں اضافہ کی طرف لانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہی حال آج یورپی اور مغربی ممالک کا ہے۔ نہ عورت گھر گرہستی اور بچوں کی پیدائش کی ذمہ داریاں ادا کرنے کو تیار ہے اور نہ مرد گھریلو اخراجات اور گھر کی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے کا روادار ہے، لہٰذا — مغربی معاشرے آج تباہی کے کنارے کھڑے ہیں۔ یورپ میں اگر ترکی اور دیگر مسلمان ممالک سے نقل مکانی نہ ہو تو وہاں اگلے تیس چالیس سالوں میں انسانی آبادی ختم ہو جائے گی۔

یاد رہے کہ مسلم ممالک میں بھی اسی پراپیگنڈے اور مغربی میڈیا کے زیر اثر شرح افزائش روبہ زوال ہے کبھی مسلمان ممالک میں شرح افزائش %5 سے زیادہ تھی۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت ہمارے ہاں شرح افزائش %3.8 تھی جبکہ چند سال قبل %2.2 رپورٹ ہوئی تھی۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس سال آبادی کے عالمی دن کے موقع پر جو اشتہارات وغیرہ میڈیا اور اخبارات پر آئے ہیں، اُن کے مطابق پاکستان کی شرح افزائش کم ہو کر %1.86 رہ گئی اور یہ شرح رُوبہ زوال ہے۔ گویا امکان اس کے مزید کم ہونے کا ہے۔

اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مغرب ہمیں بہبود آبادی کے نام پر — زہر کی بجائے 'گڑ' دے کر مارنا چاہتا ہے اور ہماری نسل کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو پولیو کے قطرے بھی ہمارے بچوں میں شرح آبادی کے خاتمے کے لیے ہی پلائے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے — جاگنے، غور کرنے اور عوام کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ فلموں، میڈیا، بے حیائی کے اسباب، ناچ گانے کی محفلوں اور مخلوط اجتماعات سے اجتناب کیا جائے اور اسلام کے عطا کردہ شرم وحیا کے پاکیزہ معیارات کو فروغ دیا جائے، تاکہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، قرآن سے محبت اور انسانیت کے فطری جذبات فروغ پائیں اور مغربی طرز زندگی کو خیرباد کہہ کر حضرت محمد ﷺ کے طرزِ زندگی یعنی اُسوۂ حسنہ (Life Style) کو اپنائیں۔ اسی میں ہم مسلمانوں کی دنیاوی بقا اور اُخروی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شعور دے اور مغربی ہتھکنڈوں اور عیارانہ چالوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

روزہ اور تہذیبِ نفس

محبوب الحق عاجز

روزہ ارکان اسلام میں سے ہے۔ یہ ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کیا قدر و قیمت ہے، اس کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ واحد عبادت ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا'' یا ''میں ہی اس کی جزا ہوں۔''

انسان جو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے، اس کا مقصد حیات کیا ہے؟ قرآن حکیم یہ بتاتا ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں سے جو واحد مطالبہ کیا ہے، وہ عبادت اور بندگی ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ کی بندگی کرو اور اُس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ یہ بندگی جو مطلوب ہے، جز وقتی نہیں، کل وقتی ہے۔ اسلام انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے ساتھ ہی یہ بات لازم آتی ہے کہ جس اللہ کو آدمی نے معبود اور الٰہ تسلیم کیا ہے، پوری زندگی اُس کا بندہ اور غلام بن کر رہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ اور کوئی شعبہ ایسا نہ ہو جو اللہ کی اطاعت سے خالی ہو۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کی ساری زندگی کا اپنے تمام شعبوں سمیت عبادت بن جانا آسان نہیں۔ اس لیے کہ نفس امارہ اس راستے کی بڑی رکاوٹ ہے۔ نفس کا منہ زور گھوڑا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہر معاملے میں میری مرضی چلے، میری خواہشات کی بندگی کی جائے۔ وہ برائی کی دعوت دیتا ہے۔ انسان کا اصل شرف وکمال ہی یہ ہے کہ اپنے نفس کو قابو کرے۔ ؎

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا

اگر نفس بے قابو ہوگیا تو پھر دنیا میں انسان کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ اور ضرر رساں چیز اور کوئی نہ ہوگی۔ نفس کی سرکشی ہی سے خدا کی نافرمانی ہوتی ہے، خلق خدا کے حقوق پامال ہوتے ہیں، دنیا ظلم و جور اور فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنتی ہے۔ اسی سے قتل و غارت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اسی کے بے لگام ہونے سے غم وغصہ کے شعلے بھڑکتے اور بستیوں کو تاراج کرتے ہیں۔ اسی سے انسانی آبادیاں درندگی کا نشانہ بنتی ہیں۔ اسی سے معاشرے بے ایمانی، بے انصافی، بے حیائی اور حیوانیت کے تیروں سے چھلنی ہوتے ہیں۔ الغرض ساری برائیوں کا منبع نفس انسانی ہے۔ اسی لیے اسلام نے اِس کے تزکیہ پر بہت زور دیا ہے اور تزکیۂ نفس کو کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾﴾ (الاعلیٰ)

''بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا۔''

اور سورۃ النازعات میں فرمایا:

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾﴾

''اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا، اس کا ٹھکانا جنت ہے۔''

بندگی کے لیے نفس کے تزکیہ اور زبردست تربیت کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ عادات، مزاج اور فضائل کو ایک مخصوص سانچے میں ڈھالا جائے۔ اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی عبادتیں اسی لیے فرض کی گئی ہیں۔ یہ انسان کو پوری زندگی میں شاہراہ بندگی پر چلنے کے لیے تیار کرتی ہیں۔ نفس انسانی کی اس انداز سے تربیت کرتی ہیں کہ وہ اس راستے میں رکاوٹ نہ بنے، بلکہ مدد ومعاون ہو۔ وہ اطاعت وانقیاد سے روکنے اور گناہ وسرکشی کی طرف بلانے والا نہ ہو، بلکہ خدا کی شریعت اور حکم کے خلاف اُٹھنے والے ہر قدم پر ٹوکنے اور ملامت کرنے والا بن جائے۔

نماز اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے۔ دن رات میں پانچ وقت ''حی علی الصلوٰۃ'' کی منادی کے ذریعے اہل ایمان کو اللہ کے دربار میں لا کھڑا کر کے یہ سبق دیا جاتا ہے کہ تم اپنے مالک کے بندے اور غلام ہو۔ تم نے جس طرح ''آؤ نماز کی طرف'' کی پکار پر لبیک کہی، اسی طرح تمہیں خانہ خدا سے باہر اپنے گھر، بازار، دفتر، دکان الغرض ہر جگہ اور ہر وقت اللہ کے حکم پر لبیک کہنا ہے۔ تم جس طرح اللہ کے اِس گھر میں اُس کے سامنے اپنی جبین نیاز خم کرتے ہو، اسی طرح اس گھر کے باہر کی زندگی میں بھی تمہیں اُسی مالک کی ہدایات کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ تم چاہے سرمایہ دار ہو یا مزدور، چین کے رہنے والے ہو یا ماچین کے، تمہاری رنگت سیاہ ہے یا سفید، تمہاری زبان عربی ہے یا کوئی اور، تم افسر ہو یا ماتحت، تم خاندان کے سربراہ ہو یا تم پر ریاست کی امارت کی ذمہ داری ہے، تمہارا تعلق شعبہ تعلیم سے ہے یا تم منصب قضا پر فائز ہو، بہر حال تم اللہ کے بندے ہو، تمہیں اُس کے کھینچے ہوئے دائرے ہی کے اندر رہنا ہے۔ تمہاری آزادی کی حد یہی دائرہ ہے، تم اس سے باہر نہیں جاسکتے۔

یہی حال روزہ کا ہے۔ ہر سال کے ایک مہینہ میں روزہ انسان کے لیے اطاعت وانقیاد کی زبردست تربیت اور بہترین ٹریننگ ہے۔ یہ شخصیت کی تعمیر اور بندگی کی تربیت کا بے مثال پروگرام ہے۔ نفس امارہ کی تہذیب اور اُسے نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کی منزلوں تک لے جانے کا بے نظیر لائحہ عمل ہے۔ روزہ کو عربی میں 'صوم' کہتے ہیں۔ صوم کا لفظ ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ یہ نفس پر قابو پانے کی بے مثال مشق ہے، اُسے قواعد و ضوابط کا پابند بنانے کی ریاضت ہے۔ صوم کے کیا معنی ہیں؟ صوم صام یصوم سے مصدر ہے۔ اس کے معنی کسی کام سے رُک جانے کے ہیں، خواہ یہ رکنا کھانے پینے سے ہو، یا چلنے پھرنے اور گفتگو کرنے سے۔ رکنے والے کو صائم کہتے ہیں۔ اِسی بنا پر گھوڑا چلنے پھرنے سے رُک جائے یا چارہ نہ کھائے تو اُسے ''صائم'' کہا جاتا ہے۔ ہوا رُک جائے تو اُس کے لیے بھی 'صوم' کا لفظ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لفظ دوپہر کے وقت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ روزہ دن بھر بھوکا پیاسا رکھ کر اور قضائے شہوت سے منع کر کے نفس کو شرعی ضوابط کی پابندی کا خوگر بناتا ہے۔ ذرا غور کیجئے، انسان بھوک سے نڈھال ہوتا ہے۔ اُس کے پاس اللہ کا دیا ہوا رزق اور انواع واقسام کی نعمتیں ہوتی ہیں۔ نفس کہتا ہے، کھا کر اپنی بھوک مٹا لو، مگر روزہ نفس کے اِس تقاضے کو یہ کہہ کر رد کر دیتا ہے کہ نہیں، تم کھا پی نہیں سکتے کہ اللہ نے اِس کی اجازت نہیں دی ہے۔ پھر اُس مزدور اور محنت کش کا حال دیکھئے جو مئی

جون کی تپتی دوپہر میں محنت مزدوری کرتا ہے۔ پیاس کی شدت سے اُس کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وقت افطار کے انتظار میں وہ پل پل گنتا ہے۔ منرل واٹر نہ سہی ٹونٹی کا پانی تو اُسے بھی میسر ہوتا ہے۔ نفس اُس سے مطالبہ کرتا ہے کہ پانی پی کر اپنی تشنگی مٹالو، مگر روزہ پھر اُسے اللہ کا حکم یاد دلاتا ہے، نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے، اللہ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ یہ نفس کے وہ تقاضے ہیں جو غیر رمضان کے دنوں میں جائز ہیں۔ روزہ اِن جائز تقاضوں کی تکمیل کے لیے نفس کو ضبط سکھا کر اُس میں ناجائز کاموں اور گناہوں سے بچنے کی طاقت پیدا کرتا ہے۔ روزہ یہ بتاتا ہے کہ جب تم رمضان کے دوران اپنے جائز تقاضوں کو پورا کرنے سے اس لیے باز رہتے ہو کہ اللہ نے اِن سے منع کیا ہے تو پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ غیر رمضان میں اللہ کی منع کردہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہو، حرام امور کی گندگی سے اپنا دامن آلودہ کرتے ہو۔ جس اللہ کا حکم رمضان میں مانتے ہو، اُسی کا حکم غیر رمضان میں بھی اپنے اوپر نافذ کرو۔

وہ چیزیں جو غیر رمضان میں بھی منع ہیں، اور گناہ کے کام ہیں، روزے کی حالت میں اُن کا ارتکاب اور بھی زیادہ شنیع فعل ہے۔ یہ درست ہے کہ ایک آدمی جب پیٹ اور شرم گاہ کی خواہش پوری کرنے سے رُکا رہے تو اُس کا روزہ ظاہری شرائط کے مطابق صحیح ہو جاتا ہے، مگر یہ روزہ کی ابتدائی حالت ہے۔ اگر آدمی اسی پر قناعت کرتا ہے اور گناہوں سے اپنا دامن نہیں بچاتا تو یہ روزہ کی روح کے منافی ہے۔ روزہ کی روح اور مقصد حصول تقویٰ بتایا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرہ)

''مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو۔''

تقویٰ کیا ہے؟ خوفِ خدا، اللہ کے غضب سے بچنے کی فکر اور اُس کی رضا کی طلب۔ تقویٰ وہ مضبوط رسی ہے جو خدا کی نافرمانی کے راستے پر بڑھنے اور خلقِ خدا پر ظلم وزیادتی سے روکتی ہے، خواہ اللہ کی نافرمانی کی کوئی بھی صورت ہو، بندوں کی حق تلفی اور ناانصافی کی کوئی بھی شکل ہو۔ تقویٰ دلوں کا احساس ذمہ داری ہے۔ اللہ کی ناراضی کا گہرا شعور ہے۔ یہ فکر ہے کہ میرا مالک مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور پھر اس بنا پر زندگی کے ہر ہر موڑ اور ہر ہر قدم پر اللہ کی رضامندی کو پیش نظر رکھنا ہے، اُس کی منع کردہ چیزوں سے بچنا ہے، تاکہ میں آخرت کے دن اللہ کے قہر وغضب سے بچ سکوں ـــــ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں، جنت ہے، جائے تعیش ہے۔ مگر کن کے لیے؟ اُن کے لیے جو انکار کرتے ہیں۔ ماننے والوں کے لیے یہ جنت اور عشرت کدہ نہیں، ایک قید خانہ ہے۔ قید خانہ بھی ایسا جہاں جگہ جگہ خار دار جھاڑیاں ہیں، گناہوں کے کانٹے ہیں، عصیاں کی دلدل ہے، شیطان اور اُس کے ایجنٹ ہیں، جو ہر گام پر گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ اور یہ قید بھی ایسی ہے جو قید بامشقت ہے۔ یہاں انسان کو مشقت کرنا ہے، چلنا پھرنا ہے، اور آخرت کو سنوارنے کے لیے بہت سے کام کرنے ہیں۔ اب اس پُرخطر ماحول سے کیسے بامراد گزرا جائے، کہ کانٹوں اور جھاڑیوں سے کپڑے محفوظ رہیں، گناہوں کی دلدل میں قدم نہ پھنسیں، شیطان اور اُس کے ایجنٹوں کی تدبیریں ناکام ہوں۔ اس کے لیے اللہ کے خصوصی فضل کی طلب کی ضرورت ہے، اور شعوری طور پر پوری احتیاط کی۔ تقویٰ اسی احتیاط کا نام ہے۔ روزہ بھی احتیاط پسندی سکھاتا ہے۔ اس احتیاط کا مرکز انسان کا دل ہے۔ اگر تقویٰ دل میں گھر کر جائے تو انسان کی زندگی کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ اُس کے روز وشب تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اُس کی خلوتوں میں فکر، محاسبہ، نالہ نیم شبی، آہ سحر گاہی اور اشکوں سے وضو ہوتا ہے اور جلوتوں میں، پبلک لائف میں صداقت، دیانت، امانت، عدالت، شجاعت، اخوت اور حقوق انسانی کے احترام کے پھول کھلتے ہیں۔

حقیقی روزہ اُس شخص کا ہے جو آنکھ، کان، ہاتھ پاؤں، زبان اور دیگر اعضاء کو گناہ سے روکے۔ اُس چیز کو نہ دیکھے، جسے دیکھنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔ وہ چیز نہ سنے جس سے اللہ نے روکا ہے، اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا کام نہ کرے جو شریعت میں ممنوع ہو، اپنے پاؤں کو غلط راستے پر چلنے سے باز رکھے۔ سب سے بڑھ کر اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی گواہی، الزام تراشی جیسے مفاسد سے بچائے۔ یہ عجیب بات ہوگی کہ آدمی صبح سے شام تک کھانے پینے اور قضائے شہوت سے رُکا رہے، جن کی عام حالات میں اجازت ہے، مگر ناجائز کاموں اور گناہوں کی آلودگی سے اپنا دامن آلودہ کرے۔ وہ روزہ رکھ کر جھوٹ بولے جو اہل نفاق کی صفت ہے۔ جھوٹی گواہی دے جو دلوں کے گناہ گار ہونے کی علامت ہے۔ خیانت کرے جو منافقت کی نشانی ہے۔ چیزوں میں ملاوٹ کرے جو اُمت رسولؐ سے اخراج کا باعث ہے۔ غیبت کرے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ سودی لین دین کرے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے کھلا اعلان جنگ اور اپنی ماں سے بدکاری کی طرح ہے۔ فحاشی وعریانی کی تشہیر کرے جو عذاب الیم کا باعث ہے۔ دوسروں سے لڑائی جھگڑا کرے، اُن کے حقوق پر ڈاکہ ڈالے، اُن پر ظلم وستم کرے، جو آخرت کے اندھیروں میں سے ہے۔ روزہ اگر فی الواقع روزہ ہے، اور اُس کی روح مجروح نہیں ہوگی تو یہ روزہ دار کو اِن سب ذمائم سے منع کرتا ہے، تاکہ ایک پورا ماہ اِن سے بچنے کی مشق کر کے وہ سارا سال اِن سے مجتنب رہ سکے۔ اسی لیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب تو روزہ رکھے تو تیرا حال یہ ہو کہ تیرے کانوں کا بھی روزہ ہو، تیری آنکھوں کا بھی روزہ ہو، تیرے ہاتھوں کا بھی روزہ ہو اور تیرے ہر عضو کا روزہ ہو۔''

اگر روزہ رکھ کر گناہوں کا ارتکاب ہو رہا ہے، روحِ روزہ کو مجروح کیا جا رہا ہے تو پھر حقیقت میں یہ روزہ نہیں ہے۔ علامہ ابن جوزی ؒ فرماتے ہیں:

''بہت سے روزے دار روزے تو بہت پابندی سے رکھتے ہیں لیکن وہ یہ فکر نہیں رکھتے کہ جس چیز سے روزہ افطار کر رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام! وہ دن بھر غیبت سے پیٹ بھرتے ہیں، اجنبی چہروں سے آنکھیں سینکتے ہیں اور ذرا باک نہیں کرتے، فضول گفتگوؤں میں لگے رہتے ہیں اور شیطان انہیں اطمینان دلاتا رہتا ہے کہ آپ روزے دار ہیں، یہ بھی شیطانی دھوکہ ہے۔''

امام غزالی ؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ کے مبارک دور میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ روزے میں ان دونوں کی حالت غیر ہوگئی۔ پیاس کی شدت سے ان کی جان لبوں پر آ گئی۔ دونوں نے نبی ﷺ سے روزہ کھولنے کی اجازت منگوائی۔ آپؐ نے دونوں کے پاس ایک بڑا پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونوں اس میں قے کریں۔ دونوں عورتوں نے ہدایت کے مطابق اس پیالے میں قے کی، دونوں کی قے سے خون کے ٹکڑے نکلے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ان دونوں عورتوں نے ان چیزوں سے تو روزہ رکھا جو اللہ نے حلال کی ہیں اور اُس چیزوں سے روزہ توڑا جو خدا نے حرام کی ہیں۔ یعنی دوسروں کی غیبت کرتی رہیں۔ یہ انسانوں

کی بوٹیاں ہیں جو ان کی تے میں نکلی ہیں۔‘‘

اگر روزہ کی حالت میں آدمی گناہوں سے نہیں رُکتا تو اُس کا محض بھوکا پیاسا رہنا اللہ کی نگاہ میں بے وقعت ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پلے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں پڑتا‘‘۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے یہ بات اور بھی دوٹوک انداز میں فرمادی کہ

’’جس شخص نے روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘ (متفق علیہ)

قارئین! اگر آپ کو خدا نے روزہ رکھنے کی توفیق دی ہے اور آپ پابندی سے روزے رکھتے ہیں، تو یہ ضرور سوچئے کہ آپ کس لیے روزہ رکھتے ہیں؟ کیا اس لیے کہ مسلمانوں کی سوسائٹی میں اور لوگ روزہ رکھتے ہیں تو آپ بھی رکھ لیتے ہیں یا اس لیے کہ آپ اپنے نفس کے قوی داعیات کو قابو کر کے اللہ کی اطاعت بجالاتے ہیں، اللہ کی بندگی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں اور اپنی پوری زندگی کو بندگی کے سانچے میں لانے کا سامان کرتے ہیں۔ مفسر قرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنے مضمون ’’صالح فرد اور اجتماع کی تشکیل میں روزے کا کردار‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’روزہ کے رکن سے جو کام لیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:

1 اس تربیت کے ذریعے (مسلمانوں کی) جماعت کے ہر فرد کو خداوند عالم کی حاکمیت کے مقابلہ میں خودمختاری سے عملاً دست بردار ہو جانے کے لیے تیار کیا جائے تا آنکہ وہ اپنی پوری زندگی کو الٰہی قانون کے تابع کر دے۔

2 ہر فرد کے ذہن میں خدا کے عالم الغیب والشھادۃ ہونے کا اور آخرت کی باز پرس کا عقیدہ عملی مشق اور تمرین کے ذریعے سے اس طرح جاگزیں کر دیا جائے کہ وہ خود اپنی شخصی ذمہ داری کے احساس کی بنا پر، نہ کہ کسی خارجی دباؤ کی وجہ سے قانونِ الٰہی کی خفیہ اور علانیہ اطاعت کرنے لگے۔

3 ہر فرد کے اندر یہ روح پھونک دی جائے کہ وہ ماسوائے اللہ کی بندگی اور اطاعت سے اعتقاداً اور عملاً منکر ہو جائے اور اُس کی بندگی اللہ کے لیے اس طرح خالص ہو جائے کہ جس حکم یا قانون یا جس اقتدار کے لیے اُس کی طرف سے کوئی سند نہ ہو، اُس کی اطاعت کے لیے فردِ مومن کے نفس میں کوئی آمادگی بھی نہ ہو۔

4 ہر فرد کی اخلاقی تربیت اس طور پر کی جائے کہ اُسے اپنی خواہشات پر عملاً پورا اقتدار حاصل ہو۔ وہ اپنے نفس و جسم کی تمام قوتوں پر اتنا قابو رکھتا ہو کہ اپنے عقیدے اور علم و بصیرت کے مطابق اُن سے کام لے سکے۔ اُس میں صبر، تحمل، جفاکشی، توکل علی اللہ اور ثابت قدمی و یکسوئی کی صفات پیدا ہو جائیں اور اس کے کریکٹر میں اتنی قوت پیدا ہو جائے کہ وہ خارجی ترغیبات اور اپنے نفس کے ناجائز میلانات کا مقابلہ کر سکے۔‘‘

یکم اگست 2010ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کی زیر صدارت کراچی میں منعقدہ جلسہ رجوع الی القرآن میں

facebook کی اسلام دشمن جسارتوں کے خلاف منظور کردہ

قراردادِ مذمت واحتجاج

امریکہ کی بدنام زمانہ ویب سائٹ فیس بک نے چند ہفتے قبل آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی جسارت کرتے ہوئے لوگوں کو گستاخانہ خاکے بنانے کی دعوت دی تھی۔ اس مذموم حرکت پر عالم اسلام میں شدید احتجاج کیا گیا تھا اور لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر اس ویب سائٹ کو عارضی طور پر پاکستان میں بلاک کر دیا گیا تھا۔ اب اسی ویب سائٹ پر ایک اور ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ امریکہ کی ریاست فلوریڈا کے چرچ سے تعلق رکھنے والے ایک ملعون شخص پاسٹر ٹیری جونز نے 11 ستمبر 2010ء کو نائن الیون واقعہ کے نو برس مکمل ہونے پر اس دن کو ’’قرآن جلاؤ دن‘‘ کے طور پر منانے کی دعوت دی ہے۔

☆ آج کا یہ اجتماع اس اسلام دشمن ہی نہیں بلکہ بنیادی انسانی اخلاقیات کے بھی یکسر منافی شنیع حرکت کی شدید مذمت کرتا ہے۔

☆ آج کا یہ اجتماع تمام اسلام دشمنوں کو خبردار کرتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے قرآن کا تقدس اور نبی اکرم ﷺ کی حرمت زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہر مسلمان تقدسِ قرآن اور حرمتِ ناموسِ رسالت پر مرمٹنے کو اپنے لیے ایک بہت بڑی سعادت سمجھتا ہے۔

☆ آج کا یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

1۔ وہ حکومت امریکہ سے اس مذموم حرکت پر شدید احتجاج کرے۔

2۔ فوری طور پر مذکورہ بالا بدنام زمانہ ویب سائٹ کو ہمیشہ کے لیے بلاک کر دے۔

3۔ دیگر مسلمان حکومتوں کو اس اجتماع کے مندرجہ بالا جذبات سے آگاہ کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پورا عالم اسلام اس نہایت قبیح اور مذموم حرکت و جسارت کے خلاف متحد ہو کر دشمنان اسلام پر واضح کر دے کہ مسلمانوں کی غیرت ایمانی نہ صرف زندہ بلکہ پوری طرح بیدار بلکہ ایسی تمام گستاخانہ حرکتوں کے خلاف نہایت حساس اور پرجوش ہے۔

☆ آج کا یہ اجتماع عوام الناس سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ غیرت ایمانی کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اس بدنام زمانہ ویب سائٹ کا ہمیشہ کے لیے بائیکاٹ کریں۔

جنّ اور امریکہ

اسلام کے آنے سے عربوں کے دلوں سے توہم پرستی اور جنّوں کا ڈر نکل گیا تھا۔ کیا طالبان کی کامیاب مزاحمت کے بعد ہمارے دلوں سے امریکہ کی وحشت نہ نکل پائے گی؟

تورا کینہ قاضی

زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں جہاں بت پرستی، مظاہر پرستی اور شرک پھیلا ہوا تھا وہاں توہم پرستی بھی اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ یہ بے شمار صورتوں میں جن کا تذکرہ یہاں ضروری نہیں پوری شان سے ہر خاص و عام پر اپنا سکّہ جمائے ہوئے تھی۔ غیر ارضی و غیر انسانی مخلوقات سے ڈرنا، ان کی عبادت کرنا، ان کے حضور نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانا، ان کی خوشنودی کے لیے ہر بُرا اور گھناؤنا کام تک کر گزرنا عربوں کی عادت تھی۔ ان کی جہالت، کم عقلی اور بدعقیدگی کا یہ حال تھا کہ یہ اپنے وطن کے تمام پہاڑوں اور ویرانوں کو جنّات اور دیگر غیر ارضی مخلوقات کا مسکن سمجھتے تھے اور جب کبھی ان میں سفر کرتے تھے تو بے حد ڈرتے ڈرتے گزرتے تھے اور ہر قدم پر جنّوں سے خواہ وہ وہاں رہتے ہوں یا نہ رہتے ہوں، امان طلب کرتے جاتے تھے۔ پھر وہاں سے بخیر و عافیت گزر جانے کے بعد ان سے اظہارِ ممنونیت کے طور پر ان کے نام پر صدقات اور قربانیاں دیا کرتے تھے۔

تمام پہاڑ اور ویرانے جنات کے مسکن نہیں ہوا کرتے، نہ ہی انہیں بلاوجہ انسانوں کو تنگ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ پھر انسان کے مسجودِ ملائکہ و اشرف المخلوقات ہونے کے سبب بھی جنات اس سے کچھ مرعوب رہتے اور اس سے خواہ مخواہ کا بگاڑ لینے سے مجتنب رہتے ہیں۔ لیکن زمانہ جاہلیت کے عربوں جیسے کم عقل، بے شعور اور کمزور عقیدہ انسان انہیں اپنے سے بڑھ کر زیادہ طاقتور، با اختیار اور خوفناک چیز اگر سمجھنا شروع کر دیں، ان سے ڈرنے لگیں، ان کی خوشامد میں لگ جائیں تو جنّوں کے دل سے اشرف المخلوقات انسان کا رعب و دبدبہ، عزت و توقیر، ڈر اور خوف سب ختم ہو جاتا ہے۔ ان میں یہ زعم اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم انسانوں سے برتر اور افضل ہیں۔ ان سے زیادہ طاقتور اور با اختیار ہیں۔ اسی زعم و تکبر کی وجہ سے وہ انسانوں کو ستانے اور دق کرنے لگتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے عربوں کے حالات میں ایسے قصے بکثرت ملتے ہیں کہ کس طرح اس کبر و تعلّی کی وجہ سے جنّات انہیں ستاتے، تنگ کرتے رہے۔ انہیں اُٹھا کر تک لے جاتے رہے۔ ایک واقعہ تو قبل از اسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی کی بچپن میں جنّات کے ہاتھوں گمشدگی کا بھی ہے۔

موجودہ زمانہ ہر چند کہ توہم پرستی کا نہیں، لیکن اس میں جنّ اب بھی موجود ہیں، لیکن اصلی جنّوں سے مختلف —— یہ وہ جن ہیں جو سترھویں، اٹھارہویں صدی عیسوی میں سفید فام یورپی استعماری طاقتوں کی صورت میں اپنے ملکوں سے نکلے اور آناً فاناً ساری دنیا پر چھا گئے۔ ان کے رعب و دبدبے، قوت و جبروت کا یہ عالم تھا کہ ان کے استعماری شکنجے میں کسی ہوئی جنوبی ایشیائی، وسط ایشیائی، افریقی اور جنوبی امریکی اقوام صدیوں تک ان کی غلامی کا عذاب بھگتتی رہیں۔ پھر جب انہوں نے بڑی جدوجہد اور خونریز قربانیوں کے بعد ان استعماری جنّوں سے نجات حاصل کی تو آزادی کا یہ عرصہ بھی دیرپا ثابت نہ ہو سکا۔ ایک نیا استعماری جنّ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی صورت میں اپنی تمام تر ہیبت ناکیوں، گھناؤنے پن اور بدصورتیوں کے ساتھ عالمی منظر نامے پر جلوہ گر ہو گیا۔ دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کے زعم اور تکبر میں اس نے ہر کمزور ملک پر مختلف حیلے بہانوں سے چڑھ دوڑنا، اسے اپنے پنجۂ استبداد میں جکڑنا، اس کے وسائل کی لوٹ مار، اس کی بے گناہ آبادی کو خاک و خون میں نہلانا اپنا شعار بنا لیا۔ مسلمان ممالک خاص طور پر اس کی غضب ناکیوں کا ہدف بن گئے۔ عراق، پھر افغانستان اور اب پاکستان۔

عراق اور افغانستان کے معاملات پاکستان سے مختلف دکھائی دیتے ہیں کہ یہ کمزور ممالک تھے۔ جن میں نہ مستحکم حکومتیں تھیں نہ یہ اندرونی طور پر متحد و مربوط تھے۔ ان پر حملے اور قبضے کے لیے جو حیلے بہانے تراشے گئے کہ عراق ممنوعہ ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہے اور افغانوں نے نائن الیون کے حادثے کی ذمہ دار القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کو پناہ دے رکھی ہے، ان کی گردان اب بند ہو چکی ہے۔ عراق اب عملاً اس نئے سفید فام استعماری جنّ کی نوآبادی بن چکا ہے، ہر چند کہ اسے وہاں شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ کمزور اور نہتے ملک افغانستان میں تہی دست و تہی دامن اللہ کے سپاہی طالبان اسے جو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں تو وہ دن دور نہیں معلوم ہوتا جب اُسے نہایت ذلت اور رسوائی کے عالم میں وہاں سے بوریا بستر گول کرنا پڑے گا۔ امریکہ —— نیا استعماری جنّ —— یہ بات بخوبی سمجھتا ہے۔ اس لیے جانے سے پہلے شاطرانہ حکمت عملی کے تحت اپنی تمام بلائیں، پاکستان کے گلے میں ڈال دینا چاہتا ہے تاکہ اس کے بعد بھی یہ ملک عدم استحکام، بدامنی اور انتشار کا شکار رہے۔

ہمارے فوجی حکمران جنرل پرویز مشرف کا نائن الیون کے بعد ایک امریکی دھمکی کے سامنے فوراً ہی سرنگوں ہو جانا قیامت تک ہمارے ملک کی کتابِ تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب شمار ہوتا رہے گا۔ اس نے ہمارے لیے امریکہ —— نئے استعماری جنّ —— کی غلامی کا دروازہ کھول دیا۔ ہماری قومی غیرت و حمیت کا جنازہ نکال دیا۔ ہماری آزادی و خودمختاری اس کے ہاتھ رہن رکھ دی۔ ملک کے داخلی و خارجی اختیارات بھی اس کے حوالے کر دیئے۔ حد درجہ غلامانہ اور جی حضوری کا رویہ اختیار کر کے اس سے اس کے ''وفادار کتے'' کا خطاب حاصل کیا اور کسی غصے، غیرت اور حیا کا مظاہرہ نہ کیا۔ اس کی خوشنودی اور ڈالروں کی بھیک کے لالچ میں اسلام دشمنی کی ساری کسریں نکال دیں۔ مساجد ڈھائیں، علماء قتل کروائے، دینی تعلیم حاصل کرنے والی معصوم بچیوں کی بھاری تعداد موت کے گھاٹ اُتار دی۔ تعلیمی اداروں میں قرآن اور اسلامی تعلیمات بند کروائیں۔ دینی مدرسوں پر پابندی لگائی۔ روشن خیالی کے نام پر فحاشی اور بے حیائی کو خوب فروغ دیا۔ شعائر اسلامی کا کھلم کھلا مذاق اُڑایا جانے لگا۔ علماء کی تضحیک و تحقیر کی جانے لگی۔ بڑی تعداد میں بے گناہ لوگوں کو پکڑ کر اس سفید فام ارضی جنّ کے حوالے کیا اور ان کے بدلے خوب دولت کمائی۔

موجودہ حکومت کی پالیسیاں بھی اس عاقبت نااندیش

فوجی حکمران کی پالیسیوں کا تسلسل ہیں۔ ملک اب عملاً اس سفید فام جنّ کی نو آبادی بن چکا ہے، جہاں ہر کام اس کی مرضی اور اجازت سے ہوتا ہے۔ ہماری پالیسیاں واشنگٹن میں بنائی جاتی ہیں۔ اور ان پر ہمارے بزدل، نالائق اور ڈالروں کے حریص حکمرانوں سے عملدر آمد کروایا جاتا ہے۔ ان ہی جنّ صاحب کے حکم پر فوج جس پر ہر پاکستانی فخر و ناز کرتا تھا، اپنے ہی ہم وطنوں، ہم مذہبوں کو سالوں سے مار کاٹ رہی ہے، اور اسے ''دہشت گردی کے خلاف جہاد'' کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس ''جہاد'' میں کتنے مسلمان مارے گئے، بے گھر ہوئے، کتنی عورتیں بیوہ، کتنے بچے یتیم ہوئے، کتنے لوگ لاپتہ ہوئے۔ آبادیوں کی آبادیاں، بستیوں کی بستیاں کھنڈر بنائی گئیں۔ ہر ممکنہ تباہی و بربادی پھیلائی گئی۔ ڈرون حملوں سے کتنی ہلاکتیں اور تباہیاں پھیل رہی ہیں، ان کا شمار ممکن نہیں۔ ڈالروں کے حریص ہمارے بزدل اور بے حمیت حکمران اس ظلم پر لب کشائی کرتے ڈرتے ہیں کہ اس میں جنّ صاحب کی ناراضی اور ڈالروں سے محرومی کا ڈر ہے۔ ملک میں آئے دن بم دھماکے جن سے مہیب تباہی پھیلتی ہے اور لاتعداد جانیں جاتی ہیں، بجا طور پر بلیک واٹر کے کارنامے ہیں، مگر ہمارے حکمران جانتے بوجھتے یہ تسلیم کرنے سے انکاری ہیں اور انہیں طالبان کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ ملک کی قبائے وحدت پارہ پارہ کرنے کی جو سازشیں ہو رہی ہیں اور صوبہ پرستی اور قوم پرستی کی جو آگ بھڑکائی جا رہی ہے، وفاق سے علیحدگی کی تحریکیں جس طرح زور پکڑتی جا رہی ہیں، ان کے بارے میں واضح ثبوت و شواہد موجود ہیں کہ ان سب میں سی آئی اے، موساد اور را ملوث ہیں۔ لیکن ہمارے حکمران یہ ماننے کو بھی تیار نہیں اور اسے بھی طالبان کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ نہ حمیتِ ایمانی رہی، نہ احساسِ خودداری، نہ غیرت قومی -- اللہ کی بجائے اس ارضی جنّ سے ڈرنا، اس کے سامنے لرزاں و ترساں رہنا، ان کا شعار بن چکا ہے۔ اسے اپنا آقا و مولیٰ، داتا و دستگیر، حاجت روا، مشکل کشا، رازق اور ملجا و ماویٰ سمجھ کر اس کی خوشامدوں اور چاپلوسی کی تمام حدیں توڑ کر اس کی جی حضوری، اس کے ہر جائز و ناجائز حکم کی فوری تعمیل کے لیے دوڑ پڑنا ان کی عادت بن گئی ہے۔

اس غلامانہ و عاجزانہ رویے سے ظاہر ہے اس ارضی جنّ کا دماغ اور بھی خراب ہونا تھا۔ اس کے غرور و تکبر میں اور بھی اضافہ ہونا تھا۔ اپنی حد درجہ برتری اور قوتِ کل ہونے کا خناس اس کے سر میں بھرنا ہی تھا۔ اب یہ ہم پر یوں حکم چلانے لگا ہے گویا ہم اس کے نو آبادیاتی غلام ہیں اور یہ ہمارا آقا۔ ذرا اس کی حکم عدولی کی کہ اس نے ہمیں مروایا، اُٹھوایا، غائب کروایا۔ اور ہمارے حکمران سب ٹھیک ہے، سب اچھا ہے کی گردان کرتے ہوئے اس کی ان حرکتوں کے صحیح اور حق بجانب ہونے کی احمقانہ وضاحتیں و تشریحات شروع کر دیتے ہیں۔

لیکن ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح ظہورِ اسلام کے بعد عربوں میں بت پرستی، مظاہر پرستی، توہم پرستی سب کا خاتمہ ہو گیا تھا اور جنّوں کا خوف و دہشت بھی ان کے دلوں سے نکل کر اِس کی جگہ خوفِ خدا نے لے لی تھی اور اسی کی بدولت وہ اقوام عالم میں فتح یاب اور سر بلند ہوتے چلے گئے تھے، اسی طرح وطن عزیز میں بھی ضرور ایک دن ایسا آئے گا جب ہمیں بزدل، بے حمیت، لالچی اور وطن دشمن حکمرانوں سے نجات مل جائے گی اور ایسے حکمران مل جائیں گے جو اس سفید فام ارضی جنّ امریکہ کی بجائے صرف اللہ سے ڈرنے والے ہوں گے۔ وہ اس جنّ کی غلامی کے جوئے کو قوم کی گردن سے اتار پھینکیں گے۔ صرف اللہ کے بھروسے پر تمام تر دینی حمیت و قومی غیرت و خودداری کے ساتھ امریکہ کے سامنے ڈٹ جائیں گے۔ پھر ہمیں نہ صرف اپنے ہی ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے خلاف لشکر کشی سے نجات مل جائے گی بلکہ ہم دھماکوں، قتل و غارت، بدامنی، علاقائی توڑ پھوڑ، تفرقہ بازی اور نفرتوں اور مناقشوں سے بھی چھٹکارا پا لیں گے۔ ملک میں امن و امان قائم ہوگا تو ترقی و خوشحالی کی راہ بھی ہموار ہوتی جائے گی اور ہمارا ملک باعزت طور پر اقوامِ عالم میں سر اُٹھا کر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے گا۔

بجائے یہ انتظار کرنے کے کہ اس جنّ کا ملک کب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے اور اس سے کب نجات ملتی ہے جس قدر جلد ہو سکے تمام قوم اللہ کے حضور اجتماعی توبہ کرے، اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے، اور اس سے سچا اور پکا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے۔ اپنے لیے ایسے حکمران منتخب کرے جو صحیح معنوں میں خوفِ خدا رکھتے ہوں، حمیتِ دین و غیرت ملی جیسے اوصاف رکھتے ہوں، جو صرف اور صرف اللہ سے ڈرنے اور اس کے سامنے جھکنے والے ہوں کہ تمام حاکموں کا حاکم تمام بادشاہوں کا بادشاہ وہی ہے۔ وہی عطا کرنے والا، دینے والا، بخشنے والا ہے۔ اس کی رحمت سے بعید نہیں کہ قومِ یونسؑ کی طرح وہ ہماری بھی اجتماعی توبہ قبول کر لے اور ہماری مغفرت بخشش کرتے ہوئے ہم پر اپنی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دے۔ ہمیں اقوامِ عالم میں محترم و سر بلند مقام عطا کر دے!

❁ ❁ ❁

داعیٔ رجوع الی القرآن، بانیٔ تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمۂ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

حصہ اول کے بعد اب حصہ دوم بھی شائع ہو گیا ہے

سورۃ آل عمران، سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ کا ترجمہ مع مختصر تشریح

❁ عمدہ طباعت ❁ دیدہ زیب ٹائٹل اور مضبوط جلد ❁ امپورٹڈ پیپر

❁ قیمت: 400 روپے ❁ بڑے سائز کے 321 صفحات

ملنے کے پتے

انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا، پشاور

A-18 ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور، فون: 2584824,2214495(091)

مکتبہ خدام القرآن لاہور

K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

مبنی بر انصاف یا جارحانہ جنگ؟

امریکہ آج تک یہ ثابت نہ کر سکا کہ نائن الیون کے واقعہ میں اسامہ یا طالبان کا ہاتھ تھا، پھر اس وحشیانہ جنگ کو مبنی بر انصاف کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد فہیم

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق ابوغریب اور بگرام کے امریکی مراکز میں قید کئے گئے نوخیز بچوں کے ساتھ وہی ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے جو بالغ افراد کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔ گویا ان کا نائن الیون سے کوئی تعلق رہا ہو۔ بین الاقوامی ہلال احمر، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور خود پنٹاگون نے بچوں پر تشدد کے متعلق ٹھوس شہادتیں جمع کی ہیں، جن کی ان سپاہیوں نے بھی تصدیق کی ہے جو ان واقعات کے چشم دید گواہ ہیں، یا خود اس ظلم میں شامل رہے۔

حراست میں لئے ہوئے ان نوخیز بچوں میں سے بعض تو آٹھ سال کی عمر کے تھے۔ بین الاقوامی قانون کی رُو سے طالبان سے منسوب کردہ جرائم تو اس قدر نہیں تھے، جس طرح کہ ایک لامتناہی قبضہ کے تحت افغان قوم کے ساتھ انسانیت سوز سلوک روا رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ امریکہ، اسرائیل، انڈیا اور سابقہ سوویت یونین یا موجودہ روس کی حکومتیں طالبان سے منسوب جرائم کے معاملے میں طالبان سے کہیں آگے ہیں۔ تاہم کسی نے کبھی بھی معاملات کو درست کرنے کے لیے ان مملکتوں کے خلاف جارحانہ کارروائی اور ان پر قبضہ جمانے کا کبھی نہیں سوچا۔ افغانستان کے خلاف امریکی افواج کی دروغ گوئی اور دھوکہ دہی کی بنیاد پر شروع کی ہوئی جارحیت نُرم برگ (Nuremberg) مقدمات کی یاد دلاتی ہیں۔ نُرم برگ ٹریبونل کے دوران تین بڑے چالان پیش کئے گئے تھے۔ اِن میں سے ایک امن کے خلاف جرم (یعنی جارحانہ جنگ شروع کرنا) ہے۔ جنگی جارحیت مسلط کرنے پر نرم برگ نے جو گرفت کی ہے اس کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ ان نہایت سنگین قسم کے جرائم کا ارتکاب تو امریکہ نے 21ویں صدی کے طلوع ہوتے ہی روا رکھا ہے۔

یہ جاننا بہت اہم ہے کہ جنگی جرائم کو دو مختلف اقسام میں رکھا جاتا ہے۔ (1) وہ جرائم جو میدان جنگ میں روا رکھے گئے ہوں وہ رویے سے متعلق ہوتے ہیں اور (2) وہ جرائم جو جارحانہ جنگ مسلط کرنے کے حوالے سے ہوتے ہیں۔ نرم برگ کا فیصلہ (judgment) جو دوسری قسم (یعنی waging war of aggression) کے متعلق آیا، اس میں درج ذیل بیان شامل تھا:

> ''استغاثہ میں مدعا علیہم کے خلاف سنگین الزامات یہ تھے کہ انھوں نے جارحانہ جنگ کی سازش کی اور پھر یہ جنگ شروع کی۔ جنگ بہر حال ایک بُری چیز ہے۔ اس کے عواقب صرف باہم برسرِ پیکار مملکتوں تک محدود نہیں ہوتے بلکہ یہ تمام دُنیا پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ لہٰذا جارحانہ جنگ شروع کرنا نہ صرف یہ کہ جرم ہے بلکہ بدترین بین الاقوامی جرم ہے جو دوسرے جنگی جرائم کے لحاظ سے مختلف ہے کہ یہ اپنے اندر ساری خرابیاں لیے ہوئے ہوتا ہے۔''

21ویں صدی کے صلیبیوں کا دعویٰ ہے کہ 7 اکتوبر 2001 کا حملہ ایک ''مبنی بر انصاف'' جنگ ہے۔ وہ اِسے اپنی مدافعت کی جنگ (bellum jestum) کہتے ہیں، ایک خود حفاظتی جنگ قرار دیتے ہیں، جو ان دہشت گردانہ حملوں کے ردِّ عمل کے طور پر شروع کی گئی ہے جن کا ماسٹر مائنڈ القاعدہ سے تعلق رکھنے والا اسامہ ہے۔ طالبان کو اسامہ کو جگہ دینے اور ''دہشت گردی'' کے کیمپوں کو اپنے علاقے میں قیام کی اجازت دینے پر مجرم گردانا گیا۔ وہ کیمپ جہاں سے امریکہ کے خلاف تخریبی سرگرمیاں کی جارہی ہیں۔

دُنیا جو امریکی جارحیت اور اس کے نتیجے میں انسانیت کے خلاف جرائم پر خاموش ہے، جانتی ہے کہ امریکہ یہ بات ثابت نہیں کر سکا کہ نائن الیون کا واقعہ اسامہ اور طالبان کا فعل تھا۔ امریکہ کے اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے چیئرمین کے نام 7 اکتوبر 2001ء کے خط، برطانیہ کو 4 اکتوبر 2001ء کو ایک اور خط اور 13 دسمبر کی جاری کردہ ویڈیو ٹیپ سے اس جارحانہ جنگ اور اس کے بعد انسانیت کے خلاف مظالم کو جواز فراہم نہیں کیا جا سکتا۔

جیسا کہ باب پنجم میں بیان کیا گیا ہے، ایک فرد کی جعلی ویڈیو ٹیپ جو نہایت سُرعت کے ساتھ امریکی انتظامیہ کے ہاتھ لگی طالبان اور پوری افغان قوم تو درکنار، اسامہ کے نائن الیون حملوں میں ملوث ہونے کا بھی کسی صورت مکمل ثبوت نہیں بن سکتی، گو امریکہ واقعات کی من چاہی تشریح کرنے کا عادی ہے۔

اسامہ بن لادن اور دیگر لوگ جن پر نائن الیون حملوں کا الزام ہے، ان کے متعلق عوامی حلقوں میں سامنے آنے والے حقائق یہ بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کا نائن الیون سے کوئی بھی تعلق نہیں رہا۔ بعد میں جس جسارت کے ساتھ اِس الزام کی عراق کی طرف منتقلی کی کوشش کی گئی اور یہاں تک کہ اس میں ایران کو بھی ملوث کیا گیا، اس سے امریکہ کے جھوٹ اور فراڈ کی خوب قلعی کھلتی ہے۔ نائن الیون کمیشن نے بھی اپنی سی کوشش کر دی کہ ایران کو کسی نہ کسی طرح القاعدہ کے ساتھ نتھی کر دے۔

یہ مذہبی جنگ غیور افغانیوں پر اس لئے مسلط کی گئی کہ وہ اپنے لئے ایک ایسے معاشرے اور حکومت کی تشکیل چاہتے تھے جو ان کے مذہب (اسلام) کے مطابق ہو۔ بُش کو خوب معلوم تھا کہ افغانستان پر فوجی حملے کا کوئی جواز نہیں بنتا مگر پھر بھی شہروں، قصبوں اور دیہات پر کارپٹ بمباری کے لیے احکام دیئے گئے۔ چند محدود فوجی اہداف کے خلاف جس طرح تباہ کن ہتھیاروں اور آتشیں اسلحہ کا استعمال کیا گیا اس سے عام شہریوں کا بے تحاشا قتل ہوا اور وہ لوگ جو ہتھیار رکھ چکے تھے، بڑے جانی نقصان سے دوچار ہوگئے۔ افغانستان کا پورا انفراسٹرکچر اور قدرتی ذرائع مثلاً تورا بورا اور دوسرے علاقوں کے جنگلات تباہ و برباد کئے گئے۔

امریکی فوج کی بمباری اندھا دھند تھی۔ اس نے نہ تو انٹرنیشنل ریڈ کراس کے کابل اور قندھار میں ہسپتالوں کو بخشا اور نہ ہی کاجکائے ڈیم کو۔ ریڈ کراس کے غلے کے مراکز، کابل میں زچہ بچہ کا ہسپتال اور ہرات میں فوجی ہسپتال، ان سب کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ رہائشی مکانات، توانائی کے مراکز، آبپاشی کے منصوبوں، سکول، الجزیرہ کا دفتر اور ٹیلی فون ایکسچینج اور بعض دوسرے مراکز وحشیانہ بمباری کر کے تباہ کر دیئے گئے۔ حالانکہ افغان عوام نے روس کی مسلط کردہ جنگ سے تباہ شدہ انفراسٹرکچر کو کئی سالوں کی محنت سے بحال کیا تھا۔ (جاری ہے)

ڈاکٹر اسرار احمد: سچے عاشقِ قرآن

میاں محبوب جاوید

ڈاکٹر اسرار احمد سچے عاشق قرآن تھے اور انہوں نے اپنی زندگی قرآن کریم کی درس وتدریس کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ میں نے 14 اپریل کو نماز فجر حسب معمول جامع مسجد قرآن اکیڈمی سعید کالونی میں ادا کی۔ انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے صدر ڈاکٹر عبدالسمیع جو پیشہ کے لحاظ سے ڈینٹل سرجن ہیں، جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں فجر کی نماز کی امامت وہی کرتے ہیں اور نماز کے بعد نہایت پابندی سے قرآن کا درس دیتے ہیں۔ نماز فجر پڑھانے کے بعد انہوں نے یہ بتا کر سب نمازیوں کو سوگوار کر دیا کہ ڈاکٹر اسرار احمد چند گھنٹے پہلے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

دعا کے بعد کچھ لوگ درس میں شمولیت کے لیے قرآن پاک لینے کے لیے لپکے۔ ایک ساتھی نے سرگوشی کے انداز میں کہا: ''میاں محبوب! بہتر ہوتا، ڈاکٹر عبدالسمیع سے پوچھ لیتے، معلوم نہیں آج ان کا دل درس دینے کے لیے آمادہ بھی ہوگا یا نہیں''۔ میں نے کہا، ڈاکٹر عبدالسمیع درس کی کلاس ملتوی نہیں کریں گے۔ یہ ڈاکٹر اسرار احمد کی تعلیمات اور ان کی تربیت سے انحراف ہوگا جو ڈاکٹر عبدالسمیع نے سالہا سال تک ان کے فیضان صحبت سے حاصل کی ہے۔ میرا اندازہ درست ہی نکلا۔ جن ساتھیوں نے ڈاکٹر عبدالسمیع سے اس سلسلہ میں استفسار کیا، انہیں یہی جواب ملا کہ نماز فجر کے بعد قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر پڑھانا استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی زندگی کا ایک شاندار اور ایمان افروز معمول تھا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع کا کہنا تھا کہ ابھی ان کی وفات کو چند گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔ ابھی انہوں نے مٹی کا خاکی پیراہن زیب تن نہیں کیا کہ لاہور جا کر ابھی ہمارے کندھوں نے ان کی میت کو اُٹھانے کی سعادت حاصل کرنی ہے۔ اگر ہم نے ان کے سفر آخرت کے صدمہ میں قرآن فہمی کے عمل میں غفلت سے کام لیا تو قیامت کے دن ان کو کیا جواب دیں گے اور اپنے اللہ کے حضور کس منہ سے پیش ہوں گے۔ اس روز سورۂ یوسف کے دوسرے رکوع کا ترجمہ اور تفسیر پڑھی گئی۔ چاہ یوسف کی تفسیر میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے سوتیلے بھائیوں کی حسد ورقابت کو بالکل اس انداز سے بیان کیا جس طرح اپنی زندگی میں ڈاکٹر اسرار احمد پیش کیا کرتے تھے۔

گزشتہ جمعہ جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں نماز عصر پڑھنے گیا تو تنظیم اسلامی فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر اسرار احمد کے مداحوں کی ایک بہت بڑی تعداد مسجد میں موجود تھی۔ نماز عصر کے بعد تنظیم اسلامی فیصل آباد کے امیر رشید عمر نے کہا کہ اگر نمازی احباب کے پاس وقت ہو تو تنظیم اسلامی کے ارکان کے اس اجتماع میں اسی مسجد میں 4 اپریل سے 11 اپریل تک منعقد رہنے والے امراء تربیتی کورس کے دوران ڈاکٹر اسرار احمد کی بہ نفس نفیس شرکت اور زندگی کے آخری ایام میں ان کی طرف سے تنظیم کے امراء کی کردار سازی میں تزکیہ کی اہمیت اور اپنے سفر آخرت کے لیے ان کی آمادگی کے برملا اظہار کا مختصراً احوال بھی پیش کیا جائے گا۔

تنظیم اسلامی کے امراء کے لیے یہ اجتماع ابتدا میں 4 اپریل سے 9 اپریل تک کے لیے تھا لیکن بعد میں اسے بڑھا کر 11 اپریل تک کر دیا گیا تھا۔ اس اجتماع میں تنظیم اسلامی پشاور سے کراچی تک کے امراء نے شرکت کی۔ حافظ عاکف سعید پہلے دن سے آخری دن تک امرائے تنظیم کے تربیتی پروگراموں میں موجود رہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے ان پروگراموں کا افتتاح 4 اپریل کو خود کیا۔ وہ 6 اپریل تک خود زیادہ تر پروگراموں میں شامل رہے۔ اگر ماڈل ٹاؤن لاہور میں خفیہ ادارے کے دفاتر پر خودکش حملہ سے قریبی قرآن اکیڈمی کی بلڈنگ کو بہت زیادہ نقصان نہ ہو گیا ہوتا تو شاید امرائے تنظیم کے لیے تربیتی پروگراموں کا یہ سلسلہ لاہور سے فیصل آباد منتقل نہ ہو پاتا۔

جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد مختلف احباب کی گفتگو سے جو بات سامنے آئی، اس میں نمایاں بات یہ تھی کہ ڈاکٹر اسرار احمد کی طبیعت 6 اپریل کو فیصل آباد میں ہی بہت زیادہ ناساز ہو گئی تھی اور اس روز انہوں نے تنظیم کے عام ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ ان کے پاس اب بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا ہے۔

وہ 6 اپریل کو واپس لاہور چلے گئے تھے لیکن 10 اپریل کو طبیعت قدرے سنبھلی تو ملک بھر کے دور دراز شہروں سے آئے ہوئے امراء تنظیم اسلامی کو الوداع کہنے کے لیے پھر قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں آ گئے۔ اس مرتبہ انہوں نے کسی لگی لپٹی کے بغیر صاف الفاظ میں کہہ دیا: ''دوستو! پاکستان مملکت خداداد ہے۔ جس پارلیمانی، جمہوری نظام کی نوید سنائی جا رہی ہے یہ اس مملکت خداداد کا وہ نظام نہیں ہے جس کے لیے یہ معرض وجود میں آئی تھی۔ پاکستان ہی وہ ملک ہے جس سے بالآخر اسلامی انقلاب ابھرے گا۔ عالم اسلام کے لیے حقیقی نظام حکومت خلافت راشدہ کا نظام ہے۔ آپ لوگ جدوجہد جاری رکھیں۔ ان شاء اللہ اس دھرتی پر خلافت راشدہ کے نظام کا سورج بہت جلد طلوع ہوگا۔ پچھلے کچھ دنوں سے میری صحت تیزی سے گر رہی ہے۔ آج میں آپ سب سے رخصت ہونے کے لیے آیا ہوں''۔ اس کے بعد انہوں نے انتہائی رقت آمیز دعا کرائی اور واپس لاہور چلے گئے۔

وہ 13 اور 14 اپریل کی درمیانی شب فی الواقع رخصت ہو گئے۔ ڈاکٹر جہاں زیب ندیم نے کہا، یقین نہیں آتا ڈاکٹر اسرار احمد آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ میرا دل نہیں مانتا کہ وہ وفات پا گئے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے ہیں۔ پھر ان کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور وہ آنسوؤں کو بہہ نکلنے سے نہ روک سکے۔

اس تقریب میں بہت سے لوگوں نے خطاب کیا۔ ملک احسان الٰہی، نعمان اصغر، فاروق نذیر، کفیل احمد ہاشمی، جاوید قریشی، فیضان حسن اور تنظیم اسلامی فیصل آباد کے بہت سے دوسرے ارکان نے انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی وفات سے پیدا ہو جانے والے خلا کا سوال اُٹھا کر دوسروں سے پوچھنے کی کوشش کی کہ اس خلاء کو کون پورا کرے گا۔ رشید عمر نے کہا کہ وہ مطمئن ہیں،

ڈاکٹر اسرار احمد ایک کامیاب زندگی گزار کر، اپنی کتابوں اور سی ڈیز کی صورت میں دوسروں کے لیے رہنمائی کا بہت سا مواد چھوڑ گئے ہیں۔

تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی، معتمد عمومی سید احمد حسن، ناظم دعوت و تربیت رحمت اللہ بٹر، ناظم مالیت مختار احمد خان، ناظم نشر و اشاعت مرزا ایوب بیگ اور ناظم رابطہ بیرون پاکستان سب کے سب سمجھتے ہیں کہ تنظیم اسلامی کے انتظامی امور کے حوالے سے حافظ عاکف سعید کی موجودگی میں ڈاکٹر اسرار احمد کا خلا محسوس نہیں ہوگا۔ البتہ سب کو علم ہے کہ قرآن کی تفسیر کے حوالہ سے رواں صدی میں ڈاکٹر اسرار احمد کا بظاہر کوئی متبادل منظر پر موجود نہیں ہے۔

ان دنوں شرقی زون کے نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ہیں۔ وسطی زون کے نائب امیر پروفیسر خلیل الرحمٰن ہیں۔ شمالی زون خالد محمود عباسی اور جنوبی زون سید نسیم الدین کے پاس ہے اور یہ سب قرآن پاک کے اعلیٰ پائے کے مدرس ہیں۔ خود ڈاکٹر عبدالسمیع قرآن کے ترجمہ و تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ وہ مجلس شوریٰ کے رکن اور تنظیم کے ناظم رابطہ بیرون پاکستان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں تنظیم اسلامی میں علم و عرفان کی اس کہکشاں کے ہوتے ہوئے یقیناً ڈاکٹر اسرار احمد کا مشن کامیابی سے جاری رہے گا۔ (بشکریہ روزنامہ ''خبریں'')

ضرورت رشتہ

☆ ایک خاتون عمر 40 سال تعلیم انڈر میٹرک کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:
0322-8407690، 042-35860739

☆ لاہور میں مقیم تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق کی بیٹی، عمر 20 سال، بی اے آنرز اسلامیات کی طالبہ، کے لیے دینی رجحان کے حامل خاندان سے رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: 0300-4470866

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال کے لیے دینی مزاج کا حامل موزوں ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ بیٹی نے امریکہ سے BS بائیوٹیک میں کیا ہے۔
برائے رابطہ: 042-36371177

☆ انگلینڈ میں مقیم 30 سالہ، کیمسٹری ٹیچر کے لیے دراز قد، خوبصورت، دینی رجحان رکھنے والی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکا ان دنوں لاہور آیا ہوا ہے۔
برائے رابطہ: 0322-4955342

رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام
دن کا روزہ رات کا قیام

ان شاء اللہ العزیز

رمضان المبارک کے دوران روزانہ

دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح

مدرس: ڈاکٹر عارف رشید

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

ہر چار تراویح سے قبل نماز میں تلاوت کیے جانے والے قرآن حکیم کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی جائے گی۔

نماز عشاء: 8:45 بجے **آغاز:** یکم رمضان المبارک

بمقام

مسجد قرآن اکیڈمی

K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور

پروگرام کے دوران چائے کا بھی اہتمام ہوگا۔

آپ سے مع احباب بروقت شرکت کی درخواست ہے

خواتین کے لیے پردے کا انتظام ہے

زیر اہتمام
تنظیم اسلامی

برائے رابطہ: قرآن اکیڈمی K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 042-35869501-3

شائقین علوم قرآنی کے لیے نادر موقع

امسال رمضان المبارک کے دوران **دورۂ ترجمۃ القرآن** کے شائقین کے لیے

مسجد الہدیٰ

13، ایف، شاہ رکن عالم کالونی ملتان

میں قیام وطعام (سحری وافطاری) کا بندوبست کیا گیا ہے

(یہ سہولت ایف اے پاس یا درس نظامی کے فضلاء (یا آخری سال کے طلبہ) کو فراہم کی جائے گی)

شائقین حضرات جلد از جلد اپنا اندراج کرا لیں

المعلن: انجینئر محمد عطاء اللہ خان، امیر تنظیم اسلامی، نیو ملتان

مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں:
0333-6104905
0331-7072121

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

میر پور آزاد کشمیر بنگلیاں میرج ہال میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا خطاب

تنظیم اسلامی میر پور کے زیرِاہتمام بنگلیاں میر پور میں ایک خصوصی دعوتی پروگرام منعقد ہوا، جس میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جس کی سعادت عطاء الرحمٰن صدیقی نے حاصل کی۔ قاری شعیب صالح نے نبی کریم ﷺ کے حضور ہدیہ نعت پیش کیا۔ بعدازاں سٹیج سیکرٹری فیاض اختر میاں نے مہمان خصوصی حافظ عاکف سعید صاحب کو دعوت دی کہ وہ ''ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خواب: قیام خلافت'' کے موضوع پر خطاب فرمائیں۔ امیر تنظیم نے آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد کہا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا خواب حضور ﷺ کا مشن دعوت واقامت دین تھا۔ وہ رب کی دھرتی پر رب کے نظام کا قیام چاہتے تھے۔ اس مقدس مشن کے لیے انہوں نے اپنی ساری عمر وقف کر دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نبی کریم ﷺ کے مقصد بعثت اور کل روئے ارضی پر دین کے غلبے کے حوالے سے آنے والی احادیث کی بنیاد پر یہ یقین رکھتے تھے دنیا میں اسلام ضرور غالب ہوگا۔ آپؐ کی حیات طیبہ کے دوران یہ غلبہ جزیرہ نما عرب میں ہوا تھا۔ اب یہ غلبہ گلوبل ہوگا۔ کل روئے ارضی اُس کے نور سے منور ہوگی۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا دین کا غلبہ تو یقینی ہے، خواہ حالات کیسے بھی ہوں، البتہ یہ ہمارا امتحان اور آزمائش ہے کہ ہم اِس کے غلبے کی جدوجہد میں کس قدر حصہ ڈالتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ احادیث سے اس بات کے اشارے ملتے ہیں کہ غلبۂ اسلام کے آغاز کی سعادت اِسی خطہ پاکستان وافغانستان کو ملے گی، جس سے میر عرب کو ٹھنڈی ہوا آئی تھی۔ امیر محترم نے کہا کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ کانگریس اور انگریز دونوں اس کے قیام کے خلاف تھے، اس کے باوجود اس کا قائم ہو جانا معجزہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کی کسی بڑی سکیم کا ایک حصہ ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اِسی خطہ برصغیر میں جید علمی شخصیات پیدا ہوئیں۔ بحالیٔ خلافت کے لیے تحریک چلی۔ غلبۂ اسلام کی تحریک کو مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمود الحسن، مولانا حسین احمد مدنی، علامہ اقبال اور مولانا مودودی نے اپنے اپنے انداز سے آگے بڑھایا۔ اِن اکابرین کے بعد والد گرامی ڈاکٹر اسرار احمد کا نام آتا ہے۔ آپ نے فکر قرآنی کی ترویج اور اقامت دین کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ اُن کی پوری زندگی اُن کے اس مشن سے وابستگی کی گواہی دیتی ہے۔ اُن کی قائم کردہ تنظیم اسلامی اِسی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے کوشاں ہے۔ امیر تنظیم نے اِس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بعض سیکولر دانشور قائداعظم مرحوم کی گیارہ ستمبر کی تقریر کے ایک جملے کو سیاق وسباق سے کاٹ کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایک سیکولر ریاست کا قیام چاہتے ہیں، حالانکہ بانیٔ پاکستان کی سینکڑوں تقاریر اور بیانات اس پر گواہ ہیں وہ ایک اسلامی ریاست کی تشکیل چاہتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بانیٔ پاکستان نے پاکستان کے نظام کے بارے میں دوٹوک انداز میں کہا تھا کہ پاکستان قائم ہو گیا ہے، اب یہ اہل پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں۔ مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے بھی یہی بات کہی تھی۔ اپنے 1930ء کے خطبۂ الٰہ آباد میں انہوں نے واضح کیا تھا کہ اگر ہمیں ایک آزاد خطہ میسر آ گیا تو ہمیں یہ موقع مل جائے گا کہ اسلام کے رُخ روشن پر دور ملوکیت میں جو پردے پڑ گئے، انہیں ہٹا کر اسلام کا اصل روشن چہرہ دنیا کو دکھا دیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں غلبہ اسلام کی جدوجہد کا فریضہ یاد دلایا۔ اُنہوں نے کہا کہ ملک اور ریاست کی سطح پر نفاذ اسلام اُس وقت تک نہ ہو سکے گا جب تک ہم خود اپنی ذات پر اسلام نافذ نہ کریں۔ ہمیں پہلے اپنے جسم اور اپنے گھر پر اسلام نافذ کرنا ہوگا۔ پھر ایک مضبوط جماعت بن کر باطل نظام کے خلاف تحریک برپا کرنی ہوگی۔ تبھی اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔ انہوں نے واضح کیا کہ انقلاب کے نبوی منہج کو اختیار کیے بغیر نہ تو خواہشوں اور دُعاؤں سے اسلام نافذ ہو سکے گا اور نہ انتخابات کے راستے سے یہ منزل سر کی جا سکے گی۔ آپ کے منہج کا حاصل دعوت اور منظم جہاد ہے۔ آپؐ کی مکی اور مدنی زندگی اس کی گواہ ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ والد گرامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم دین مصطفیٰ کے غلبہ کی خاطر حزب اللہ کی تشکیل کے لیے کوشاں تھے۔ انہوں نے تنظیم اسلامی بھی اسی لیے قائم کی، تاکہ وہ منظم جماعت بنے جو استحصالی نظام کا خاتمہ کر کے خلافت قائم کر سکے۔ اس پروگرام میں تقریباً 350 خواتین وحضرات شریک ہوئے۔ بزرگ رفیق سید محمد آزاد کی دُعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

امیر حلقہ سندھ زیریں کا توسیعی دعوتی دورہ

20 جون 2010ء کو امیر حلقہ سندھ زیریں محترم شفیع محمد لاکھو توسیع دعوت کے سلسلہ میں تنظیم اساتذہ حیدر آباد کے جوائنٹ سیکریٹری محترم نصر اللہ لغاری اور دیگر کچھ احباب کے ہمراہ اندرونِ سندھ کے ایک شہر قاضی احمد تشریف لے گئے۔ یہ شہر ضلع حیدر آباد سے تقریباً 200 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پروگرام کا انعقاد جماعت اسلامی کے زیرِاہتمام مدرسہ تفہیم القرآن میں کیا گیا تھا۔ امیر حلقہ اپنے احباب کے ہمراہ حیدر آباد سے پانچ بجے قاضی احمد کے لئے روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز راستہ کی ایک مسجد میں باجماعت ادا کی گئی۔ قاضی احمد پہنچتے پہنچتے مغرب کا وقت ہو گیا، جہاں پر منتظمین نے اُن کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بعد نمازِ مغرب پروگرام کا آغاز ہوا۔ محترم شفیع محمد لاکھو نے رجوع الی القرآن وعمل بالقرآن کے موضوع پر ایمان افروز خطاب کیا۔ انہوں نے حدیثِ نبویؐ ((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آيَةً)) کے حوالہ سے کہا کہ قرآن کا پیغام مقدور بھر نوع انسانی تک پہنچانا اور اُس پر عمل کرنا اُمت مسلمہ کے ہر فرد پر لازم ہے۔ اور یہی پیغام اولیاء اللہ نے اپنے اپنے دور میں عوام الناس تک پہنچایا۔ کم وبیش چار سو خواتین وحضرات نے ہمہ تن گوش ہو کر یہ خطاب سنا۔ شُرکاء کو قرآنی آیات، احادیث اور اُن کی تشریح وتفسیر کے طور پر سندھ دھرتی کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کا عارفانہ کلام ملٹی میڈیا کے ذریعہ اسکرین پر دکھایا گیا، جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ یہ پروگرام رات ساڑھے دس بجے اختتام پذیر ہوا۔ درسِ قرآن کے بعد رات کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ منتظمین نے مہمانوں کی خوب خاطر مدارت کی۔ رات بارہ بجے حیدر آباد واپسی ہوئی۔

(رپورٹ: علی اصغر عباسی)

تنظیم اسلامی گڑھی شاہو کا دعوتی وتربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی گڑھی شاہو کے زیرِاہتمام 27 جون کو سلامت پورہ عیدگارہ مسجد میں ایک دعوتی وتربیتی پروگرام ہوا۔ رفقائے تنظیم مقامی امیر شکیل احمد کی ہدایت کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے مسجد عیدگاہ پہنچ گئے۔ امیر صاحب نے سلامت پورہ کے نقیب سعد خالد سے مل کر رفقاء کو تین تین کی ٹولیوں میں محلہ میں دعوت اور گشت کے لیے روانہ کیا اور ساتھ ہی گشت اور دعوت کے حوالے سے ہدایات دیں۔ تمام رفقاء نے ایک گھنٹہ اہل محلّہ اور ساتھ والے بازار میں دعوتی کام کیا اور لوگوں کو ساڑھے دس بجے مسجد عیدگاہ میں ہونے والے درس قرآن کی دعوت دی۔ درس میں کافی احباب شریک ہوئے۔ ساڑھے دس بجے مقامی امیر نے دنیا کی حقیقت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اور سلف صالحین کی زندگیوں سے واضح کیا۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ پونے بارہ بجے سعد خالد بھائی نے ''تکبر اور حسد'' کے حوالے سے گفتگو کی۔ بعدازاں دس منٹ کا وقفہ کیا گیا اور رفقاء اور احباب کی شربت سے تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد ''رسولوں کا مقصد'' کے موضوع پر عاصم جہانگیر بیگ نے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''حُب رسولؐ اور اس کے تقاضے'' سے مطالعہ کروایا۔ بعدازاں سینئر ساتھی ڈاکٹر طارق کمال صاحب نے منہج انقلاب نبویؐ پر مذاکرہ کرایا۔ انہوں نے بڑے احسن انداز میں مراحل انقلاب

ذہن نشین کرائے اور دلچسپ انداز میں مذاکرہ کو کنڈکٹ کیا۔ آخر میں تمام رفقاء واحباب کے لیے کھانے کا اہتمام تھا۔ جس سے پہلے محترم عدیل آفریدی نے کھانے کے آداب بیان کیے تھے۔ مسنون دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں 40 رفقاء اور 20 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: حارث بختیار خلجی)

حلقہ سرگودھا ڈویژن کے زیر اہتمام دعوتی پروگراموں کی روداد

20 جون 2010ء کو تنظیم اسلامی حلقہ سرگودھا ڈویژن کے زیر اہتمام ایک روزہ تعارفی و دعوتی پروگرام مرکز جوہر آباد میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح نو بجے ہوا۔ سب سے پہلے امیر حلقہ ڈاکٹر رفیع الدین نے تعارفی کلمات کہے۔ اس کے بعد طاہر بشیر نے فرائض دینی کے جامع تصور پر روشنی ڈالی۔ اُن کے بیان کے بعد ڈاکٹر رفیع الدین نے تنظیم اسلامی کی دعوت پر ایک بھرپور لیکچر دیا۔ خالد وسیم نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف بیان کیے۔ بارہ بجے طاہر بشیر صاحب نے جہاد فی سبیل اللہ پر مفصل بیان کیا، جو ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد ظہر کی نماز، کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔ پونے پانچ بجے امیر حلقہ دو رفقاء کے ساتھ ناڑی گاؤں تشریف لے گئے، وہاں نماز عصر کے بعد ایک مسجد میں ''نیکی کی حقیقت'' پر مفصل خطاب کیا۔ وہاں احباب کی حاضری 25 کے قریب تھی۔ میانوالی سے نور خان صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے قریبی گاؤں ہڈالی میں 3 مساجد میں دینی فرائض کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ طاہر بشیر نے شہر کی مرکزی مسجد میں فرائض دینی کا جامع تصور بیان کیا۔ مغرب کے بعد طاہر بشیر نے مبتدی رفیق عرفان اصغر کے گھر جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر بیان کیا۔ اس پروگرام میں رفقاء واحباب کی حاضری 15 تھی۔ جوہر آباد میں عشاء کے بعد ایک مقامی مسجد میں ڈاکٹر رفیع الدین نے فریضۂ شہادت علی الناس پر مفصل بیان کیا۔ خوشاب میں ایک حبیب کے گھر ظفر اقبال لاہڑی نے فرائض دینی کے جامع تصور کو موضوع گفتگو بنایا۔ تقریباً 11 بجے رات یہ دعوتی پروگرام اپنے اختتام کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ مساعی قبول فرمائے اور ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (رپورٹ: غلام رسول)

قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقدہ حلقہ لاہور کا خصوصی اجتماع

امیر حلقہ لاہور جناب محمد جہانگیر کی ہدایت پر حلقہ لاہور میں شامل تمام تنظیموں اور اُسرہ جات کا خصوصی اجتماع 18 جولائی کو منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز حسب روایت قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ روزہ کے حوالے سے قرآنی آیات کی تلاوت اور ترجمہ کی سعادت مومن محمود نے حاصل کی۔ بعد ازاں لاہور سٹی کے رفیق اور حلقہ لاہور کے مستقل مقرر جناب نثار احمد خان نے استقبال رمضان کے حوالے سے تربیتی نوعیت کی گفتگو کی۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ وہ رمضان المبارک کے فیوض و برکات کے حصول کے لیے ابھی سے ذہنی وفکری تیاری شروع کردیں۔ روزہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ دورۂ ترجمہ کے پروگراموں میں شرکت کو یقینی بنائیں اور خصوصی طور پر راہِ خدا میں اپنا مال صرف کر کے ''انفاق'' کے فریضہ پر عمل کر کے قرب الٰہی کے حصول کی کوشش کریں۔

اجتماع سے خطاب کے لیے محسن محمود کو دعوت دی گئی۔ روزہ کی عبادت کی غرض وغایت پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فرمان الٰہی کے مطابق روزہ کی عبادت کا مقصود تقویٰ ہے۔ تقویٰ دین اسلام کی اُن جامع ترین اصطلاحات میں سے ایک ہے جس کے ذریعے پورے دین کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ انسان خود مختار وجود کا حامل نہیں ہے بلکہ وہ ہر لحہ اپنے خالق و مالک کے حکم وارادہ کا محتاج ہے۔ اسی احساس مجبوری کا نام صوفیاء نے ''احساس فقر'' رکھا ہے۔ روزہ کی عبادت انسان کو اِسی فقر کا شعور واحساس دلاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ روزہ کی عبادت نفس کو خواہشات پر قابو پانے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ گویا روزہ ضبط نفس کی بہترین ریاضت ہے۔

محسن محمود نے روزہ کی عبادت کے قرآن کے ساتھ زندہ تعلق کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کے ساتھ تمسک تقویٰ کے حصول کا مختصر ترین راستہ ہے۔ پروگرام کے اگلے مقرر جناب حسین عاکف تھے۔ گفتگو کا موضوع سیرت صحابہؓ اور قیام اللیل تھا۔ انہوں نے کہا کہ قیام اللیل یا تہجد کی نماز کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء ﷺ کو اس کا حکم دیا۔ اور کم از کم مقدار تہائی رات قرار پائی ہے۔ حسین عاکف نے کہا کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ نافرمانی اور غفلت کی زندگی سے نجات حاصل کرنے کا بہترین موسم ہے۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ وہ آنے والے رمضان المبارک کو قرآن مجید سے تعلق مضبوط بنا کر اسے مزین کریں۔ اجتماع کے اگلے مقرر جناب آصف علی تھے جن کا موضوع گفتگو ''انفاق فی سبیل اللہ'' تھا۔ انہوں نے کہا کہ دولت مند بننے کی ہوس انسان کو راہ خدا میں انفاق مال سے روکتی ہے۔ قرآن نے حضور ﷺ کی زندگی کو ہمارے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ مالدار صحابہؓ کی موجودگی میں آپؐ سب سے زیادہ سخی (اجود الناس) کے مقام بلند پر فائز تھے۔ رمضان کے مبارک مہینے میں حضور ﷺ کی سخاوت مزید بڑھ جاتی تھی۔ جبکہ ہم لوگ دنیا کے دیوانے بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمیں اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا کہ اگر ہم اپنی رضا و رغبت سے اپنا مال راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو وقت پڑنے پر جان کی قربانی کیسے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قومیں اور ملتیں محض زبانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ عملی تقاضوں کو بروئے کار لانے سے عروج حاصل کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غزوۂ حنین میں ''اِلی عباد اللہ'' (آؤ اللہ کے بندو میری طرف) کے الفاظ میں لگائی گئی آوازِ حق کی صدائے بازگشت آج بھی ہمارے کانوں کے ساتھ ٹکرا رہی ہے۔ اُن کے خطاب کا حاصل اگر نکالا جائے تو وہ یہ تھا کہ جس دین پر عمل کی دعوت ہم لوگوں کو دے رہے ہیں، اُسے خود بھی اپنے عمل کا حصہ بنائیں۔

اجتماع کے میزبان امیر حلقہ جناب محمد جہانگیر صاحب نے جنہوں نے سٹیج سیکرٹری کے بھی فرائض ادا کیے، اجتماع میں کی گئی تقاریر پر اپنی بھرپور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کا بنیادی فکر اور اُس کی اساس قرآن ہی ہے۔ لہٰذا رمضان المبارک میں ہر رفیق تنظیم دورۂ ترجمہ کے پروگرام میں شرکت کو یقینی بنائے۔ امیر حلقہ نے کہا کہ آئندہ رمضان میں رفقاء اپنے اہل وعیال کو بھی رمضان المبارک کی برکتوں سے فیض یاب ہونے کا بھرپور موقع فراہم کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہر نقیب اُسرہ اُسرہ کی سطح پر کم از کم ایک اجتماعی افطاری کے پروگرام کا لازماً اہتمام کرے۔

حلقہ لاہور کا یہ بامقصد، بھرپور اور مؤثر اجتماع تنظیم کے درد دل رکھنے والے اور صاحب حال وقال بزرگ رفیق جناب عبدالرشید رحمانی کی پرتاثیر اور پُرخلوص دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ دُعا میں اُنہوں نے خصوصی طور پر بانیٔ تنظیم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعائیہ کلمات ادا کیے۔ (مرتب: نعیم اختر عدنان)

دعائے مغفرت کی اپیل

- بہاولپور کے رفیق تنظیم محمد صدیق اور محمد رفیق کے بہنوئی وفات پاگئے
- رفیق تنظیم اسلامی لاہور محمد جمیل الرحمٰن چشتی کی والدہ انتقال کرگئیں
- تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے رفیق تنظیم امان اللہ جتوئی وفات پاگئے
- تنظیم اسلامی عارف والا کے رفیق حاجی محمد سعید کی والدہ وفات پاگئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قارئین ورفقاء سے بھی دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ حَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَسِیْرًا

ماہ رمضان المبارک 1431ھ کے دوران حلقہ جات، پنجاب وسطی، بہاولنگر، پنجاب شمالی، پنجاب شرقی اور حلقہ سندھ زیریں میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام

دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصۂ مضامین قرآن کے پروگراموں کی فہرست

پنجاب وسطی

	مقام	مدرس
دورۂ ترجمۂ قرآن	قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ (تراویح کے ساتھ بوقت 8:40 تا 12:30) برائے رابطہ: 047-4628361	انجینئر مختار حسین فاروقی
دورۂ ترجمۂ قرآن	جامع مسجد ماڈل سکول جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ (تراویح کے ساتھ بوقت 8:40 تا 12:45) برائے رابطہ: 046-2511911	پروفیسر خلیل الرحمٰن
دورۂ ترجمۂ قرآن	جامع مسجد ہاؤسنگ کالونی کالج روڈ لیہ (تراویح کے بعد ترجمہ ربع پارہ بوقت 10:00 تا 11:00) برائے رابطہ: 060-6412276	چودھری محمد صادق
خلاصہ مضامین قرآن	جامع مسجد دھجی روڈ جھنگ صدر (تراویح کے بعد بوقت 10:00 تا 11:00) برائے رابطہ: 047-7628561	مفتی عطاء الرحمٰن
خلاصہ مضامین قرآن	جامع مسجد ہاؤسنگ کالونی کالج روڈ لیہ (بعد نماز فجر بوقت 4:40 تا 05:10۔)	چودھری محمد صادق

حلقہ بہاولنگر

	مقام	مدرس
دورۂ ترجمۂ قرآن	مسجد فاطمہ المعروف جامع القرآن	سجاد سرور
دورۂ ترجمۂ قرآن	گلشن حشمت ہارون آباد (مع تراویح)*	محمد رضوان عزمی
دورۂ ترجمۂ قرآن	مسجد جامع القرآن وسنت گلی نمبر 22، محلہ فاروق آباد، شرقی بہاولنگر (مع تراویح)*	پروفیسر محمود اسلم
دورۂ ترجمۂ قرآن	ملت آئی ہسپتال، قاضی والا روڈ چشتیاں (مع تراویح)	محمد امین نوشاہی
دورۂ ترجمۂ قرآن	مسجد الہدیٰ ون یونٹ چوک بہاولپور (بعد نماز فجر)	میجر (ر) محمد انور
دورۂ ترجمۂ قرآن	کاشانہ اشرف شاداب کالونی بہاولپور (ترجمہ قرآن بروز اتوار بعد نماز عصر)	میجر (ر) محمد انور
خلاصہ مضامین قرآن	ارشد ہاؤس ساجد اعوان ٹاؤن بہاولپور (ترجمہ قرآن بروز جمعرات بعد نماز عصر)	میجر (ر) محمد انور
خلاصہ مضامین قرآن	مدینہ مسجد گلی نمبر 12 مسلم ٹاؤن، بہاولپور (بعد نماز تراویح)	میجر (ر) محمد انور
خلاصہ مضامین قرآن	مسجد نثار الاسلام (گول مسجد) اعجاز ٹاؤن فورٹ عباس	وقار اشرف

* ان مقامات پر خواتین کی شرکت کا انتظام ہے۔

حلقہ پنجاب شمالی

	مقام	مدرس
دورۂ ترجمۂ قرآن	مسجد دیوان عمر فاروق F-10 مرکز اسلام آباد برائے رابطہ: 03015249652	خالد محمود عباسی
دورۂ ترجمۂ قرآن	جامع مسجد گلزار قائد چکلالہ، راولپنڈی* برائے رابطہ: 0333-5895350	نوید احمد عباسی
دورۂ ترجمۂ قرآن	مسجد قباء ماڈل ٹاؤن ہمک نزد کاک پل سہالہ اسلام آباد برائے رابطہ: 03465121098	محمد ریاض
خلاصہ دوران تراویح	مکان نمبر 87 سٹریٹ نمبر 21 کورنگ ٹاؤن اسلام آباد* برائے رابطہ: 0334-5253022	ثاقب الطاف
خلاصہ دوران تراویح	طوبیٰ مسجد سٹریٹ نمبر 5 شیر زمان کالونی لالہ زار کالونی راولپنڈی برائے رابطہ: 0333-5152568	علاؤالدین خان
خلاصہ بعد نماز تراویح	النور مسجد سلہڈ ایبٹ آباد برائے رابطہ: 03335038442	اسد قیوم
خلاصہ بعد نماز تراویح	الہدیٰ مسجد پیپلز کالونی ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی برائے رابطہ: 0333-5127663	اشتیاق حسین
خلاصہ بعد نماز تراویح	مکان نمبر 17 گلی نمبر 5 نزد کمیونٹی سینٹر ماڈل ٹاؤن ہمک ضمنی اسلام آباد برائے رابطہ: 0331-5048992	کامران یوسف خلجی
خلاصہ بعد نماز تراویح	مکان نمبر 94 سٹریٹ نمبر 4 نیو سٹی جی ٹی روڈ واہ کینٹ برائے رابطہ: 0323-8557070	شفاء اللہ

* ان مقامات پر خواتین کی شرکت کا انتظام ہے۔

حلقہ پنجاب شرقی

مقام	مدرس
ڈیرہ ڈاکٹر محمد حسن چک نمبر 71/EB تحصیل عارف والا (مکمل دورۂ ترجمہ قرآن)	ڈاکٹر محمد محسن

حلقہ سندھ زیریں

	مقام	مدرس
دورۂ ترجمۂ قرآن	مسجد جامع القرآن، کراچی بائی پاس، مین گیٹ وادھوواہ روڈ، گلشن سحر، قاسم آباد	شفیع محمد لاکھو
دورۂ ترجمۂ قرآن	بنگلہ نمبر 161/B، بلاک C، نزد APTECH، ڈاؤلینس والی گلی، یونٹ نمبر 02، لطیف آباد	مولانا نور محمد
دورۂ ترجمۂ قرآن	گراؤنڈ فلور، انعم پلازہ، مبارک کالونی، نزد سینٹرل جیل، حیدر آباد	عبدالحکیم دائیو

Mahmud Abdullah

Istighfar
The Parable Of Imam Ahmad And The Baker

***Istighfar*, seeking God's forgiveness, is among the most meritorious acts of virtue for the believers. It is a conscious awareness of our sins and shortcomings as well as a desire to repent from them. In fact, many Quranic verses speak of the peculiar honor reserved for those who genuinely possess this trait and promise them immediate rewards in this world as well as in the One to come.**

The acts that should provoke us to make *istighfar* need not necessarily be sins or matters of disobedience to Allah; they may be our shortcomings and or failure to meet God's favors upon us with gratitude. As we learn to appreciate the greatness of Allah, Most High, we realize that our acts of obedience are insufficient. The higher a person's God-consciousness, the greater his sense of need and his practice of *istighfar*.

The rewards and benefits of *istighfar* are almost limitless. This is indicated in some of the Divine bounties Prophet Nuh promised his people if they seek His forgiveness.

> "And I said, beg forgiveness of your Lord, He is Most Forgiving. He send down you rain in abundance. And He shall provide you with wealth and children and make for you gardens and make for you streams (that run)." [71:10-12]

The following story succinctly exemplifies the grand rewards of *istighfar*.

Imam Ahmad once in travel needed to sleep over in a *masjid* for a night, but when he was about to enter the *masjid*, the guard (not knowing who he was) denied him entrance. Ahmad's pleas to persuade the caretaker to let him in went to waste. Frustrated by the guard's bullheadedness, Imam Ahmad decided to spend the night in the *masjid* yard, but when he sat down, the guard got infuriated and started dragging him away from the *masjid* undeterred by his victim's old age and frailty. As Ahmad was being harshly removed, a baker, who happened to be watching from his shop, took pity on him and offered to take him in for the night. The baker was kind and generous to Ahmad, and after a brief stay with his guest, he excused himself and went about his baking. Meanwhile, Imam Ahmad noticed that baker was making *istighfar* repeatedly while working, a practice that commanded the Imam's admiration. Therefore, when the morning broke, the eager Imam asked his host about his *istighfar* in the previous night and the latter replied that that was like a second nature to him. Then Ahmad further asked the man whether he had ever experienced any reward from that practice. The man replied, "By Allah! No *duaa* I made except that it was answered but one." "And what was that *duaa*?" enquired the Imam. "To be able to see the famed Imam Ahmad ibn Hanbal," replied the baker. "I am Ahmad ibn Hanbal!" interjected Ahmad who went on to add, "By Allah! I was dragged to your place so that you can have your *duaa*/wish come true." (*Courtesy: Al-Jumuah*)

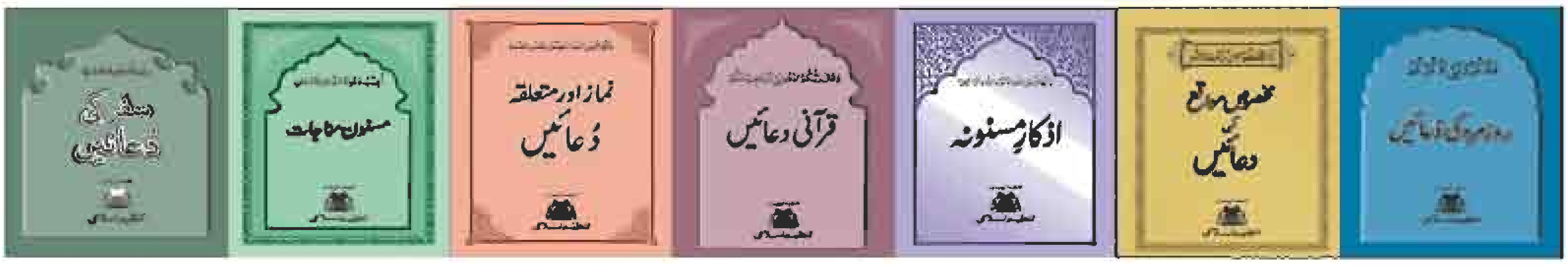

خوشخبری
نبی رحمت ﷺ کی مستند مناجات وشب وروز کے اذکار پر مبنی پاکٹ سائز سیٹ نئی کمپوزنگ کے ساتھ

7 کتابچوں پر مشتمل سیٹ
کی رعایتی قیمت: 40 روپے

مرکز تنظیم اسلامی اور تمام
علاقائی مراکز سے حاصل کریں

شعبہ تربیت 67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور، فون: 6316638-6316638
تنظیم اسلامی فیکس: 6271241، E-mail: markaz@tanzeem.org Website: www.tanzeem.org